کریزا یعنی اخلاقِ شادیؑ

مترجمہ

قیمت ۸ر

کریزا یعنی اخلاق شادی

جو کہ

امریکہ کی مشہور ڈاکٹر لیڈی سٹاک ہالم کی تصنیف

انگریزی کا اردو ترجمہ ہے

جسکو

کوی نود وید بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید نے

زیر نگرانی خود ترجمہ کروایا

اور

کارپردازان دیش اپکارک بک ڈپو نے

امرت الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام درگا داس پرنٹر چھپوا کر شایع کیا

قیمت ۸ / ر

۲۷ ــــ ۴ ــــ ۱۰۰۰

تمہید

امریکہ کی ایک لیڈی ڈاکٹر ایلس بی سٹاکہالم ہے جس نے جنسی مضامین پر بہت سی کتب لکھی ہیں۔ کریزا اسی کی ایک کتاب ہے جس کا لفظ بہ لفظ ترجمہ ہم ناظرین کے سامنے رکھتے ہیں۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں لکھا ہے کہ شادی صرف حصول اولاد کی غرض سے ہے۔ اور دس اولاد پیدا کرنے کا زیادہ سے زیادہ حق ہے۔ اس طرح سے ۲۵ سال کے عرصہ میں صرف دس دفعہ عورت کے پاس ایک شخص جا سکتا ہے۔ زمانہ بدلتا گیا اور اب تو شاید ساری دُنیا میں چند اشخاص ایسے ہوں جو کہ اس اصول پر کاربند ہوں۔ وگرنہ شادی کی زندگی اکثر لوگوں کی عیاشی کی زندگی ہوتی ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ شادی قانونی اوباشی ہے۔

کچھ زمانے سے مغرب میں یہ خیال بھی اُٹھا ہے کہ اولاد جتنی چاہیے اُتنی پیدا ہونی چاہیے اور لاد پر اولاد ہونا جہاں عورت کی صحت کو خراب کرتا ہے وہاں اولاد کمزور اور نہ ہونے برابر ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ملکوں کی آبادی بلا تحاشہ بڑھنے سے ان میں امراض۔ لڑائی وغیرہ آکر وہاں کی آبادی کو کم کرتے ہیں۔ اس واسطے پہلے ہی زیادہ نہ ہونی چاہیے۔ ان خیالات کی وجہ سے یہ ضرورت ہوئی کہ کس طرح اولاد کو روکا جا سکتا ہے۔ سیدھا طریقہ کہ جماع سے ہی پرہیز کیا جاوے۔ اب مہذب دنیا میں چل نہیں سکتا۔ اس واسطے حمل کو روکنے کے واسطے مختلف طریقے نکالے گئے۔ پہلے پہلے مسٹر بریڈلا اور [illegible] کی ایک کتاب لکھی جس پر ان کو قانونی زد میں آنا پڑا۔ مگر اب یہاں تک حالت ہوتی ہے کہ قانونی کتب میں لکھا ہے کہ حمل کو روکنے کی تدابیر بتلانا یا اشتہار دینا کوئی جرم نہیں اور اب کھلم کھلا اسکے متعلق بڑی بھاری تجارت ہو رہی ہے اس مطلب کیواسطے کئیوں نے مختلف طریق بھی نکالے ہیں جنکے یہاں ذکر کی ضرورت نہیں۔ کام شاستر میں مکمل ذکر ہوگا۔ لیڈی سٹاک ہالم کہتی ہیں کہ یہ سب لوگ سادے ہیں۔ اپنی اعلیٰ شخصیت کی واقفیت نہیں ہے۔ شادی کا حظ قایم رکھ کر روحانی ترقی کیوں نہیں کرتے۔ ایسا طریقہ ممکن ہے کہ تم جسمانی ملاپ کی بجائے روحانی ملاپ کرو۔ اس سے تمہارے روحانی قوائے بڑھتے جاوینگے۔ جسم کی طاقت جائیگی بغیر تم شادی کو جذب کر سکو گے اور اولاد بھی آپکے اختیار میں ہو گی۔ جب تک اولاد کی ضرورت نہیں تب تک تخم کے ضایع کرنیکی ضرورت نہیں۔ اس طریقہ کا اس رسالے میں بیان ہے۔ (ڈھاکر دت شرما)

کریزا یعنی اخلاقِ شادی

فصل اوّل

قوتِ تولید

"روشنی کا ظہور ہونے دو"

انسان دراصل سپرٹ۔ رُوح اور بدن کی تثلیث سے مرکب ہے۔ ان میں اوّل الذکر یعنی سپرٹ ہی وُہ منبع یا انسان کی خدائی ہستی ہے جس سے سب کچھ پیدا ہوتا ہے۔ اس سپرٹ ہی کے بصورت تحرک ہونے کا نام رُوح ہے اور اس میں وُہ سب باتیں داخل ہیں جو انفرادی یا شخصی ہستی تسلیم کی جاتی ہیں۔ رُوح کے مفہوم میں ذہانت۔ جذبات اور احساسات یہ سب باتیں آجاتی ہیں۔ اگر سپرٹ کو باخبر طریقہ پر ترتیب دی جائے تو انسان اس سے لامحدود قوائے اور امکانات حاصل کر سکتا ہے۔ رُوح ہی ہمارے اندر ہستی انسانی کی تمام باتوں مثلاً علم اور اس طاقت کی نگرانی کرتی ہے۔ جس کا اظہار وُہ خارجی طور پر طبعی بدن کے ذریعہ سے کرتی ہے۔ جس طرح کسی حرکت کے ارتکاب سے پہلے

خیال کا پیدا ہونا لازم ہے۔ ویسے ہی کوئی ایسی بات بدنی طور پر ظہور میں نہیں آسکتی۔ جس کا خیال یا منصوبہ رُوح کے اندر نہ باندھا جا چکا ہو۔ ممکن ہے رُوح سپرٹ کو حکومت کرنے والا اصُول تسلیم کرے یا اس کے مادی ظہورات احساسات کے راستہ ہوں اور وُہ ہستی کے متعلق اپنے خیال کے لئے علامات پر انحصار رکھے +

انسان اس کا مختار ہے کہ وُہ باخبر طریقہ پر دو میں سے کوئی سا راستہ پسند کرلے یعنی: -

(۱) رُوحانی یا

(۲) مادی -

ممکن ہے وُہ اپنے فلسفہ میں اِس بات کو تسلیم کرے کہ تمام طاقت اور تمام ہستی کا ماخذ سپرٹ ہی ہے - یا وُہ ہر قسم کی ترقی، بالیدگی اور ارتقا کو مادہ ہی سے منسوب کرنے لگے -

اگر انسان رُوحانی نقطہ نظر سے کام لے اور وُہ خدائی اصُول ہی کو ہر جگہ موجود اور باعمل تحریک تسلیم کرے اور اس کے ساتھ ہی سمجھے کہ زندگی اور ذہانت رُوح کے ذریعہ مادہ پر اثر انداز ہوتی ہے تو وُہ ایسے نتائج پر پہنچ جاتا ہے۔ جس کے باعث زندگی کے تمام مسائل آسان ہو جاتے ہیں -

قوتِ تولید جو جنسی فطرت کے ذریعہ بقائے ہستی کی عقل حیوانی کا اظہار کرتی ہے - در اصل نہ صرف زندگی ہی سے ماخوذ ہے بلکہ ان دونوں کی ہستی ایک دُوسرے سے لازم و ملزوم ہے - در اصل یہی تمام اغراض و مقاصد کی پشت پناہ ہے - یعنی وُہ راغب کرنے والی طاقت ہے جو کام کرنے اور اُسے سرانجام دینے کی قابلیت پیدا کرتی ہے - عہد طفلی کی تمام تحریکوں کی جان یہی ہے - یہی انسان کی اختراعی ذہانت اور اس کی صناعی کا زبردست عنصر ہے اور یہی وُہ خیالی طاقت ہے جو جدِ ثقیل اور کلوں کے کام سے تعلق رکھتی ہے +

اس برہمانڈ کے ہر دو عالم صغیر و کبیر قانون ہستی کے ظہورات ہیں جو قوت تولید نے عقلاً پیش نظر کر رکھے ہیں - یہی وُہ طاقت ہے جو سالمات کی ترقی نباتاتی

زیرہ کے انقباض اور تخم کے جرمی کو ٹھڑیوں کی طرف کھینچنے کا موجب ہے۔ یہ مادہ کے تمام ذرات کے انتشار اور ملاپ کا عمل ہے جس کی بنا جنس کی دُوئی پر قائم ہے۔

سپرٹ کی یہی شکتی جو ہر جگہ پر موجود ہے بالیدگی اور تکمیل افعال کے اعمال کو سرانجام دلاتی ہے۔ اور یہ فطرت کے ہر حصہ میں موجود اور اثر انداز ہے۔ یہ انسان اور دیگر حیوانات کی طبعی زندگی کی پشت پناہ ہے اور ان کے ذریعہ اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے۔ صرف اس وقت جب یہ بقائے ہستی کا مطالبہ کرنے والی مضبوط آواز کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے اسے فطرت جنسی کا ایک مخصوص ظہور سمجھا جا سکتا ہے۔ یا یوں کہو کہ یہ بالیدگی۔ ترقی اور بڑھاؤ کے قانون کا تکملہ ہے۔ سالمات۔ حجرات اور نباتات اس قوتِ ہستی سے محض بے خبر ہیں۔ اور حیوانات صرف ایک کم درجہ تک اس سے باخبر سمجھے جا سکتے ہیں۔

انسان نہ صرف اِس قوت سے باخبر ہے بلکہ اپنی ذہانت کی بدولت اس کے عمل اور اس قانون کی جو اس پر حاوی ہے زیادہ باخبری پیدا کر سکتا ہے اسے اپنے علم کی واقفیت حاصل ہے۔ اور اِس واقفیت ہی کی بدولت وُہ حیوانات پر تفوق رکھتا ہے۔

یہ واقفیت اور احساس ہی انسان کو اس قابل بناتا ہے کہ وُہ اس قوت تولید کو زندگی کے تمام مطالب و مقاصد میں برت سکے۔ شگوفہ ہستی کی ابتدا سے لے کر اس کے بارور ہونے کی منزل تک انسان اپنی حالتوں پر قادر اور ان کا صانع ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے کوئی کرم ایسا نہیں جس کو کرنے کا اس کے اندر اقتدار نہ ہو۔ کوئی جذبہ اِس سے اس اختیار کو غصب نہیں کر سکتا اور کوئی خواہش ایسی نہیں کہ جس کی رہبری اور ہدایت اس کے اختیار میں نہ ہو۔ اس کی فطرت کے تکملہ کا موجب قوت تولید کا جو زندگی کی ساحرانہ طاقت ہے تصرف اقتدار اور عمل میں لایا جاتا ہے۔

جس وقت ہم علمِ مُباشرت کی بنا اِس اصُول پر قائم کرتے ہیں۔ تو ہمیں معلوم ہو جاتا ہے کہ قوار و افعال تولید کے معانی و مطالب اِس سے عمیق تر

ہیں جس قدر کہ عام طور پر سمجھے یا سمجھائے جاتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مرد اور عورت کے جسمانی ملاپ میں ایک ایسا رُوحانی اتصال پیدا کیا جا سکتا ہے جس سے نہ صرف اعلیٰ درجہ کی راحت حاصل ہونا ممکن ہے۔ بلکہ وُہ بجائے خود رُوحانی ترقی و بالیدگی کا موجب ثابت ہو سکتا ہے۔ اس آخری ملاپ میں ایک ایسا مدعا اور اثر بھی محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ جسے اگر صحیح طور پر سمجھا جا سکے تو اس کی اہمیت بچّوں کو پیدا کرنے سے کم نہیں ہوتی۔ انسان کے اندر قوت تولید کے ظہُورات بے شمار ہیں اور ان سے اگر بخوبی طور پر کام لیا جائے تو بہت سے مفید مطالب حاصل ہو سکتے ہیں۔ باخبر طریقہ پر اسے ہر ایک کام مثلاً اختراع۔ ایجاد و تعمیر میں برتا جا سکتا ہے۔ اس سے ایسے طریق پر کام لیا جا سکتا ہے کہ اس کی بدولت بدنی ریشے تیار کئے جائیں اور ہر ایک بدنی کوٹھڑی میں طاقت اور صحت پیدا کی جائے۔ تمام فطرت کے اندر جنس کا وجود عالمگیر ہے۔ جس نے زندگی کے ادنےٰ ظہُورات سے اعلیٰ کی طرف ترقی کی ہے۔ اسی کی واضح اور نمایاں صُورت مرد اور عورت میں مُوجود ہے۔

خواہش یا جذبہ نفسانی پیدائش تخم کی یقینی علامت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بقائے زندگی کو قایم رکھا جا سکتا ہے۔ اور یہ کہ ہر ایک مرد اور عورت تیاری وجود کے لئے درست ہو رہی ہے۔ یہ کوئی ایسا جذبہ یا خواہش نہیں جسے نظر انداز یا تلف کیا جا سکے۔ اگر اس سے صحیح طور پر کام نہ لیا جائے تو اس کا لازم نتیجہ طبعی اور رُوحانی زوال کے سوائے اور کچھ نہیں ہوتا۔

کسی درخت یا پودے کی منزل مقصود یا اعلیٰ ترین فعل پیدائش تخم ہوتا ہے۔ اور تولید ہستی انسانی کا مکمل یا آخری ظہُور سمجھا جا سکتا ہے۔ سلسلہ تولید کو جاری رکھنا گویا خدائی قانون کی شرائط پر عمل پیرا ہونا ہے۔

پودے اور درخت میں اصُول ہستی اپنے وجود کے قانون کو تخم آوری کے ذریعے پُورا کرتا ہے۔ لیکن انسان میں اس کا ظہُور سلسلہ تناسل کو قایم رکھنے اور اپنی نسل کی دیگر مخلوق پیدا کرنے کی صُورت میں ہوتا ہے۔ خواہش نفسانی بقائے نسل کی عقل حیوانی ہے اور اس کو قوت تولید کی آواز اور اشارہ سمجھا جا سکتا ہے۔ گلاب کے پودہ کا اپنی

ہستی کے دوران میں اعلیٰ ترین کام تخم پیدا کرنا ہے۔ لیکن اس کام کے سلسلہ میں وُہ خوشنما پھُول پیدا کرتا اور خوشگوار مہک دیتا ہے۔ ممکن ہے یہ ہر حالت میں اپنے اعلیٰ مدعائے زندگی کو پُورا نہ کرسکے۔ لیکن اس مدعا کو پُورا کرنے یعنی تخم آوری کے راستہ میں یہ قوت تولید کا اظہار ضرور کرسکتا ہے انسان کے اندر بھی کسی چیز کو پیدا کرنے کی جو طاقت موجود ہے وُہ اس کا اظہار ماں یا باپ بننے کے علاوہ اور مختلف طریقوں پر کرتا ہے۔ مرد ہے تو وُہ وعظ کہتا ہے۔ کوئی کتاب تصنیف کرتا ہے یا کوئی کل ایجاد کرتا ہے۔ عورت ہے تو وُہ کوئی گیت تیار کرتی ہے یا روٹی پکاتی ہے۔ اِس دنیا کے ہر قسم کے کاموں میں چاہیے وُہ ادنیٰ ہوں یا اعلیٰ انسان پیدا کرنے کی اس قوت کا جو قدرت نے اس کے اندر مخفی رکھی ہے اظہار ضرور کرتا ہے۔

ایک مصور بجائے خود خالق ہے۔ اس مسئلہ کی تشریح ایمرسن نے اپنے اس مشہور فقرہ میں کی ہے "نظم میں اپنے جذبات کا پُورے طور سے اظہار کرو"۔ یہی حالت باقی سب معاملات کی ہے یعنی ان میں بھی جو کچھ ظہور میں آتا ہے وُہ قانون ہستی ہی کی طاقت ہے جو اپنی تکمیل کا مطالبہ کرتی ہے۔ جس وقت اس پیدا کرنے کی قوت کی علامات ہمارے ہر ایک رگ و ریشہ میں موجزن ہوتی ہیں تو اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں پہلے کی نسبت پیدا کرنے کی قابلیت زیادہ ہے۔ اس قوت کا استعمال مختلف اور متعین ہوتا ہے۔

قانون سپرٹ سے واقف و باخبر ہونے سے انسان اس طاقت اور اس کی تمام علامات پر قادر رہ سکتا ہے۔ جس طرح کوئی انجینئر اپنے انجن پر یا ماہر برقیات اس عجیب و غریب طاقت پر جو انسان نے دریافت کی ہے اقتدار رکھتا ہے۔ ویسے ہی کوئی شخص اس پر بھی حقیقی اقتدار رکھ سکتا ہے۔ خواہش نفسانی کے طور پر جو جسمانی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ وُہ در اصل بدنی نہیں بلکہ رُوحانی ہے۔ اسے اس طاقت کا آوازہ سمجھنا چاہیئے جو تمہیں کام کرنے پر راغب کر رہی ہے۔ اس وقت جلد تر اپنے آپ سے یہ سوال کرو "میرے سامنے کونسا نیا کام ہے؟ میں ایک خالق ہوں۔ اب میں کس چیز کو پیدا کروں"؟ یہ علامت اس طاقت اور قابلیت کا ثبوت ہے کہ انسان اس سے بھی بڑے بڑے کام سر انجام دے سکتا ہے جس قدر کہ اب تک اس نے سر انجام دیئے ہیں۔ اس وقت اپنے رُوحانی فہم سے سوال کرو کہ اب تمہیں کونسا کام کرنا ہے؟ اس کی آواز کو سُنو۔ غور سے سُنو۔ روحانی خاموشی میں اس سوال کے جواب کا تمہیں القا ہوگا۔ اس کے بعد اس کام کی تجاویز سوچو اور رفتہ رفتہ اسے مکمل

کرڈالیں +

خواہش نفسانی کی تقدیس و احترام کے لئے مذہب اور فلسفہ کی ضرورت ہے۔ ان میں سے ایک کی بدولت تمام طاقت کے منبع پر اعتقاد پیدا ہوتا ہے اور دُوسرے کے ذریعہ اس تعلق کی تشریح ہوتی ہے۔ جو انسان اور اس طاقت کے درمیان مَوجود ہے۔ ممکن ہے دلی زندگی پہلے ہی کسی بڑے کام۔ کسی مشن یا بنی نوع انسان کی خدمت میں منہمک ہو۔ لیکن اب لازم آتا ہے کہ اس تقدیس میں قوت تولید کو بھی براہ راست اور مخصوص طور پر داخل کرلیا جائے جو کہ زندگی کی مخفی اور پُرزور طاقت ہے۔ یہ مخفی طاقت اپنے مطالبات میں اس قدر نمایاں۔ حرکت میں اس قدر موجود اور دُنیاوی قوت سے اس قدر متعلق ہے کہ وُہ ایک خاص تقدیس کی مستحق نظر آتی ہے۔ لازم ہے کہ اسے ایک بُرائی نہیں بلکہ نیکی۔ دشمن نہیں بلکہ دوست اور سرعت پیدا کرنے والی تولیدی قوت تسلیم کیا جائے۔ انسان کو لازم ہے کہ وُہ باخبر طریق پر غور سے اور مخصوص طریق پر اس کی خدمات کا مطالبہ کرے۔ کسی بھی صورت میں انسان کا اقتدار اسے اس قدر مفید اجر نہیں دیتا جیسے قوت مباشرت کی تقدیس اور اقتدار سے حاصل ہو سکتا ہے۔ کسی بھی خاص سمت میں یہ کامیابی کا ذریعہ ثابت ہو سکتی ہے عجیب بات یہ ہے کہ جوں جوں اندرُونی طاقت اور قوت کی باخبری بڑھتی ہے جسمانی علامت مفقود ہوتی جاتی ہے۔ اس کے بعد جو شانتی حاصل ہوتی ہے وُہ طاقت کی شانتی ہوتی ہے +

اگر اس قانون کو ذہن نشین کرلیا جائے کہ تمام قدرتی اور مخفی امور انسان کی بہتری کے لئے موجود ہیں تو افعال تولید کے متعلق کوئی بُرے یا خراب خیالات من کے اندر پیدا نہیں ہو سکتے۔ انسانی بیرج کی ترقی۔ بالیدگی اور پختگی ایک خوشگوار اور مقدس اسرار ثابت ہوتی ہے اور بحیثیت ایک علم کے اس کا مطالعہ ویسے ہی شوق اور پاکیزہ خیالی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کوئی شخص نباتاتی دُنیا اور اس کے اکتشافات کا مطالعہ کرتا ہے +

ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کی کوئی بھی ایسی راز دار باتیں نہیں ہیں جنہیں وُہ ہم سے چھپانا چاہتی ہو۔ پودا کی گھنڈی کے اندر جو تخم موجود ہے۔ وُہ چھوٹا سا پرندہ جو گھونسلہ میں بیٹھا ہے اور وُہ مخفی انسانی زندگی جو اس قدر چاہت کے ساتھ ماں کے

بدن میں محفوظ ہے ان سب میں ایک عجیب یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اگر اس پاکیزہ معیار کو پیش نظر رکھا جائے تو ہمارے دل میں قدرت کے تمام اسرار اور ناقابل انکشاف رازوں کے متعلق گہرا احترام پیدا ہوتا ہے۔ اجتماع قوائی ظہور میں آتا ہے اور خیال کی تقدیس کے ذریعہ اعضائے تناسل کو عہد ماضی کی ناپاکی سے بچا کر ان کے افعال سے جائز اور مناسب کام لئے جانے لگتے ہیں۔

قوت کا یہ تحفظ کنواروں کے لئے نہ صرف ممکن بلکہ با اثر ہے۔ لیکن ان سے قطع نظر کرکے دیکھا جائے تو شادی شدہ لوگ محبت۔ تربیت اور خود ضبطی کے ذریعہ نہ صرف اسی تحفظ اور جائز استعمال کو حاصل کرسکتے ہیں بلکہ اپنی دو روحوں کے سپر چوئل یعنی روحانی اتحاد کے ذریعہ اسے بہت کچھ بڑھا سکتے ہیں +

محبت اس قانون کا تکملہ ہے۔ اس دنیا میں محبت زناشوئی اس کا اعلیٰ ترین ظہور ہے اور مباشرتی ملاپ اس محبت کی علامت۔ یہ گویا قوت تولید کی تحریک کی شہادت ہے۔ محبت ہی دھکیلنے والی طاقت ہے۔ اور جس طرح دو مادوں میں ملاپ اور کشش کے ذریعہ سے ایک ایسا کیمیائی اتصال عمل میں آتا ہے جو ایک بالکل ہی نئی چیز پیدا کر دیتا ہے ایسے ہی روحانی طریق پر مباشرتی ملاپ کے ذریعہ اس قسم کے نتائج حاصل ہو سکتے ہیں جو بصورت دیگر ناممکن ہیں۔ مصوّر کے دل میں نئے نئے خیالات تصاویر کے متعلق پیدا ہوتے ہیں مصنّف جدید تصانیف کے لئے دماغ لڑاتا ہے۔ موجد کلوں اور نمونوں کے لئے جدید تجاویز سوچتا ہے۔ غرض ایک حقیقی روحانی ملاپ کی طاقت کی کوئی حد قائم نہیں کی جاسکتی۔ یہ خصوصیت کے ساتھ شفا کی تاثیر کو بڑھاتا ہے اور اسے بالارادہ کسی دوست کو تکلیف یا دکھ سے نجات دلانے کے لئے کام میں لایا جاسکتا ہے +

وہ مباشرتی ملاپ جو مجوز اور زیر اقتدار ہو۔ اس کی شان باخبر استعمال کے ذریعہ بڑھ جاتی ہے اور اس سے باہم محبت کے جدید معانی اور نئی طاقتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ تحفظ والدین بننے کا پیش رو اور اس کی تیاری ہے۔ کیونکہ اس سے جس اولاد مطلوبہ کا نقشہ بندھتا ہے اس میں غور و خوض اور دور اندیشی کا ورثہ پایا جاتا ہے +

جوں جوں لوگ انسان کی قوت تولید کا اصلی مدعا سمجھیں گے اور اس علم کو زیر

عمل لانے لگیں گے۔ مردوں اور عورتوں دونوں میں نیکی۔ محبت اور طاقت بڑھے گی۔ اور وہ قدرتی طور پر اس طاقت کو دُنیاوی اغراض وارتقا میں برتنے لگیں گے۔

فصل دوم

کریزا

"جو باتیں حقیقت۔ دیانت وانصاف پر مبنی۔ خوشگوار اور نیک ہیں۔ اگر کچھ بھی نیکی اور تعریف کا وجود ہے تو ان باتوں پر غور کرو"

کریزا کے معنی "الفاظ وحرکات کے ذریعہ محبت کا اظہار" ہیں۔ گو اس سے مراد بجا طور پر وہ ملاپ ہے جو مرد وعورت کی گہری محبت کا نتیجہ ہے۔ تاہم اصطلاحی طور پر اس کتاب میں اس سے مطلب یہ لیا گیا ہے "مباشرتی تعلقات میں قابو سے کام لینا" یا مباشرت بلا انتہائی منزل۔

سمجھدار شادی شدہ لوگ جو زندگی کے متعلق بلند ارادے رکھتے اور رُوحانی ترقی اور بالیدگی کے خواہشمند ہیں وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ کہ اپنے تعلقات شادی کو ایسی صورت میں نبھائیں کہ تمام افعال میں ایک عجیب تحرک پیدا کر لیں۔ یہ عمل اس وصل کی حالت میں ہوتا ہے جو ظہور رات محبت کے بعد واقع ہو۔ مگر ساتھ ہی کامل طور پر قوت ارادی کے ماتحت رکھا جائے۔

جماع کا وہ اتفاقی تیز طریقہ جس کے لئے کوئی سابقہ تیاری نہ کی گئی ہو اور جس میں عورت محض بے کار ہو مرد اور عورت دونوں کے لئے ناقابل اطمینان ہے۔ یہ کیا جسمانی اور کیا رُوحانی ہر دو طریق پر مضر ہے۔ اس میں کسی قسم کا اظہار محبت نہیں پایا جاتا۔ اور بسا اوقات اس کی بدولت مرد عورت میں جُدائی اور علیحدگی ہو جاتی ہے۔

کریزا میں شادی کی شرائط کو ایسے طریق پر پورا کیا جاتا ہے کہ قوت ارادی اور محبت آمیز خیالات کی بدولت معاملہ کو درجہ انتہا تک پہنچنے نہیں دیا جاتا بلکہ شروع سے آخر تک شوہر اور بیوی دونوں ایک کامل اقتدار قائم رکھتے ہیں اور باخبر طریق پر قوت تولید کو محفوظ

رہنے دیتے ہیں +

کریزا کا قانون اس امر کا متقاضی ہے کہ یوم وصال سے پہلے کئی روز تک بڑے غور سے تیاری کی جائے۔عشاق کی سی توجہ اور مہربانی و محبت سے ہر حرکات اس امر کی دلیل ہیں کہ تکمیل کا وقت قریب آرہا ہے۔یہ باتیں دو دلوں اور دو رُوحوں کو ایک دُوسرے سے ملاتی ہیں۔اِس امر پر خاص طور سے توجہ دینی چاہیئے کہ رُوحانی امور کو ترقی دی جائے اور جسمانی کو قابو میں رکھا جائے۔یہ سب کچھ مطالعہ اور یکسُوئی کی بدولت ہوتا ہے۔مطالعہ اس قسم کا ہونا چاہیئے جو من کو اُونچا کرے اور طاقت اور منبع زندگی کی واقفیت بہم پہنچائے اس مطلب کے لئے ایسے مصنفوں کی تصانیف کا مطالعہ لازم ہے جو روشن دماغی کے لئے مشہور ہوں مثلاً براؤننگ۔ایمرسن۔کارپینٹر وغیرہ (ہندوستانی اپنے ملک کے روحانی آدمی چُن لیں۔مترجم) انفرادی طور پر ہر شخص کے لئے مخصوص ہدایات دینا مشکل ہے +

یکسُوئی اس قسم کی ہونی چاہیئے کہ اپنی قوت ارادی اور ذہنی خیالات کو چھوڑ کر عالم کل ذہانت کو جمع کرنے کی کوشش کی جائے۔قانونی پابندی کے ساتھ عام باخبری (آتما) عالم کل باخبری (پرماتما) کی آواز کو سنتی ہے۔ہر روز ہر ساعت سُننے والی رُوح جدید معیاروں سے واقف ہوتی ہے +

وقت معینہ پر ایسی حالت میں کہ نہ بدنی تکان ہو اور نہ ذہنی اضطراب عشق محبت کے اظہار کے ساتھ بدنی وصال ہونے دو اور اس کے بعد آہستگی کے ساتھ کامل طور پر تمام اعضائے کو ایک دُوسرے سے ملادو۔اِس کے بعد بڑے عرصہ تک کامل اقتدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک کا سارا اپنا آپ دوسرے میں جذب ہوتا ہے اور نہائیت عُمدہ طور پر دل کو سرُور ملتا ہے ایک چپ چاپ حرکت ہوسکتی ہے۔لیکن وہ حرکت قوتِ ارادی کے اس قدر ماتحت ہونی چاہیئے کہ فریقین کے لئے خواہش نفسانی کا جذبہ ایک خوشگوار تبادلہ کی حدود سے نہ بڑھنے پائے۔جب تک تولید نسلی کی ضرورت نہ ہو تو انتہائی تولیدی حالت کو ہرگز عمل میں نہ آنے دو +

فریقین کی طرف سے محبت کا تبادلہ کافی وقت تک ہونے سے آخری نتیجہ کے بغیر ہی نتیجہ اطمینان بخش اور مکمل ہوجاتا ہے۔ایک گھنٹہ بھر کے عرصہ میں بدنی کشیدگی کم ہونے لگتی ہے۔رُوحانی رفعت بڑھتی ہے۔اور ہر عرُوج زندگی کا نظارہ آنکھوں کے

سامنے پھر جاتا ہے۔ جس کے ساتھ ہی جدید طاقتیں محسوس ہونے لگتی ہیں +
اس وقت سے پہلے یا اس کے دوران میں کسی قسم کی عابدانہ ریاضت کی جا سکتی ہے
یا یہ ہو کہ دونوں ملکر کوئی ایسا مقدس فقرہ کہیں جو روح کو اونچا کرنے والا ہو۔ اس سے
خیالات محض حیوانی جذبات کی طرف سے ہٹ کر روحانیت کی طرف مرکوز ہو جاتے ہیں
چنانچہ ذیل کا فقرہ بہتوں کے لئے معاون ثابت ہوا ہے "ہم رُوحانی زندگیاں بسر کر رہے
ہیں۔ ہمارے بدن روحانی اتصال کو ظاہر کرتے ہیں اور اس قریب ترین تعلق میں
ہر ایک ایسی طاقت حاصل کرتا ہے جو دوسرے کے لئے اور ساتھ ہی سارے عالم کے لئے
زیادہ مفید ثابت ہو +

میری کتاب ٹوکولوجی (Tokology) میں اس طریق مباشرت کا نام غلطی
سے Sedaler Absorption رکھا گیا ہے۔ جس کے معنی تخم انسانی
کو جذب کر لینے کے ہیں۔ لیکن اب اکثر عُلما کا بیان ہے کہ عام آخری نتیجہ کے مطالبہ
کے بغیر تخم خارج ہی نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہو تو کریزا میں کسی قسم کے تخم کو جذب کرنے کی ضرورت
ہی پیش نہیں آتی۔ کیونکہ قوت ارادی کے براہ راست اثر کی بدولت فعل تخم کے اخراج
سے پہلے ہی ختم ہو جاتا ہے +

ایک مصنف نے اس عمل کو مردانہ پرہیز (Mail Coutionence) کے
نام سے موسوم کیا ہے۔ لیکن یہ نہ تو مردانہ پرہیز ہے اور نہ زنانہ۔ حقیقت یہ ہے کہ
اس میں خاوند اور عورت دونوں ہی عظیم ترین فائدہ حاصل کرنے کے لئے عقلمندانہ قابو
کے ذریعہ اپنی طاقتوں کو محفوظ رکھتے ہیں۔ علاوہ بریں پرہیز کے معنی غلط طور پر یہ
سمجھ لئے گئے ہیں کہ سوائے عمل تولید کے جسمانی تعلقات سے بالکل احتراز کیا جائے +

کریزا دراصل شادی کی حالت میں دو روحوں کے کامل ملاپ کی علامت ہے۔
یہ باہم محبت کا اعلیٰ ترین ظہور ہے اور جو لوگ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں ان پر اس
کی بدولت طاقت اور قوت کا انکشاف ہوتا ہے۔ یہ جسمانی طبقے سے اوپر کسی لطیف
طبقہ کی بات ہے۔ اور ہر حالت میں اسے روحانی ترقی کا ذریعہ بنایا جا سکتا ہے۔
سچ پوچھو تو اسے ایک جسمانی رفاقت بجائے روحانی تعلق سمجھنا چاہیئے۔ اگر اس تعلق
کے تمام پہلے معانی کو نظر تقدیس سے دیکھا جائے تو اس عمل کا منشائے حقیقی محض عارضی

حیوانی جذبہ کی تسکین کے بجائے رُوحانی ترقی ہوتا ہے۔

کریزا میں مباشرتی تعلق محض فعلِ تناسل سے بالکل جُداگانہ ہوتا ہے۔ یعنی اسے شخصی ترقی اور کیرکٹر کی تیاری میں بہت کچھ دخل ہے۔ اس میں دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی کرۂ محبت کا باہم ملاپ اور تناسل کے لئے بہترین ممکن حالات کی تیاری۔

لازم ہے کہ کریزا ہمیشہ عمیق جذبات کا نتیجہ اور نشانی ہو۔ اور خاوند بی بی دونوں اس بات کی امید اور توقع کریں کہ یہ ملاپ ان کے اندر رُوحانی ترقی اور بالیدگی کا موجب ہوگا۔ رشتہ شادی نے مباشرتی افعال کو ایک خاص تقدیس دے رکھا ہے اور ہر موقع پر جب رُوحانی قانون کے تحت میں ملاپ ہوتا ہے تو اس تقدس کی تجدید ہوتی ہے۔ مباشرتی محبت کے قدرتی اور قابو میں رکھے ہوئے اظہار میں کسی قسم کی ناپاکی یا خرابی نہیں پائی جاتی۔

کریزا سے انسان خواہشات کے تیاگ یا دباؤ کی طرف راغب نہیں ہوتا بلکہ ان کے جائز استعمال اور اظہار کی طرف ملتفت ہوتا ہے۔ اگر منبع ہستی کو تسلیم کرکے انسان دیانتداری سے اصُولِ تولید کو اس کے حصُول کے لئے کام میں لائے تو جدید طاقتیں اور امکانات اس کے اختیار میں آجاتے ہیں۔

اس بارہ میں کہ کریزا کا عمل کتنی دیر بعد اور کتنی مرتبہ کرنا چاہیئے۔ کوئی خاص کلیہ قاعدہ مقرر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن تجربہ نے یہ بات ثابت کردی ہے کہ اگر دو یا چار ہفتوں کا وقفہ دے دیا جائے تو زیادہ اطمینان دِہ ہوتا ہے۔ اور بعض نے یہ بات معلوم کی ہے کہ تین یا چار ماہ کا وقفہ دینے سے نہ صرف طاقت اور بالیدگی کا رجحان پیدا ہوتا ہے بلکہ شخصی تسکین بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اس اثنا میں زن و شوہر کے درمیان عشاق کی طرح جو اظہار محبت ہوتا ہے وُہ باہم طور پر خوشی دینے کا موجب بنتا ہے۔ اور وُہ گویا اس آخری وصال کی امید اور پیشگوئی ہوتی ہے۔ قانون کریزا کے بموجب جسمانی اظہار کا مطالبہ نسبتاً کم ہوتا ہے۔ کیونکہ اس کی بدولت ایک اس قسم کا گہرا رُوحانی ملاپ ظہور میں آتا ہے جو تسکین سے معمور اور دیرپا ہوتا ہے۔ علامت کے طور پر اس میں باہم محبت کے تمام اظہارات موجود ہوتے ہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں جوں جوں انسان رُوحانی ترقی حاصل کرتا جاتا ہے۔ علامات کی ضرورت کم ہوتی جاتی ہے ان حالات میں یہ امر کچھ بھی تعجب خیز نہیں کہ اس تعلق میں بھی انسان علامات کی ضرورت

کو پیچھے چھوڑ جائے۔ لیکن ترقی اور تسکین دونوں باتیں بے غرضانہ خواہشات کے ذریعہ حاصل ہوتی ہیں یا اس کے علاوہ اس طرح پر کہ مرد اور عورت میں سے ہر ایک اپنی اندرونی فطرت یعنی اعلیٰ شخصیت کو تسلیم اور اس کے مطالبات کو پورا کرے۔

لازم ہے کہ صبر و استقلال سے کام لیا جائے۔ آخری نتیجہ خوش اور متحدہ زندگیوں کی صورت میں نمودار ہوگا۔ اور اطاعت قانون کے ذریعہ تمہارے اپنے دلوں میں آسمانی سلطنت موجود نظر آنے لگے گی +

سپنسر کا قول صحیح ہے کہ جب کوئی قانون نوع انسانی کے لئے مفید ثابت ہو تو انسانی فطرت یقیناً اس کی حلقہ بگوش ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اس کی اطاعت گزاری انسان کے لئے موجب راحت ثابت ہوتی ہے۔ بے شک اطاعت ہی میں راحت ہے۔ کیونکہ ہماری تمام تکالیف کا اصلی موجب قانون وجود سے بے خبری اور اس ضابطہ کی عدم پابندی ہے +

جس طرح مرد عورتیں کسی دوسرے دنیاوی علم یا قانون فطرت کا مطالعہ کرتی ہیں ویسے ہی انہیں چاہیئے کہ وہ قانون مباشرت کو سیکھنے کے خواہشمند ہوں۔ کریزا میں یہ باتیں اس حد تک شخصی اور انفرادی ہیں کہ خاص قواعد یا ضوابط قائم نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن جو لوگ اعلیٰ ترین ارتقا کے خواہشمند ہیں وہ بہت جلد اپنے حسب حال قواعد مقرر کر سکتے ہیں +

فصل سوم

حصول ممکن ہے

"سپرٹ (روح) ہی تیزی پیدا کرتا ہے۔ گوشت سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا"

اس میں کلام نہیں کہ اگر کریزا کا خیال نیا ہے تو سب سے پہلے دل میں یہ بات پیدا ہوگی کہ اس پر عمل کرنا ممکن ہے اور کوئی شخص اپنی زندگی پر اس قسم کا اقتدار قائم نہیں

رکھ سکتا۔ جیسا کہ تجویز کیا گیا ہے۔ لیکن آج بیسیوں شادی شدہ مرد اور عورتیں اس بات کی تصدیق کے لئے موجود ہیں کہ اس قسم کا ذاتی اقتدار کامل اور آسان طور پر حاصل کرنا ممکن ہے۔

تمام اوقات میں جسمانی احساسات اور خواہشات کو روحانیت کے تحت میں لانا قوانین زندگی کے علم میں اضافہ کرنے اور اس کی تعلیم دینے کا موجب ہوتا ہے۔ یہ روحانی قوائے کا قانون ہے۔

بدن کا کوئی بھی حصہ ایسا نہیں جو من کے زیر اقتدار نہ ہو اور جس پر عمداً ذہنی اثر نہ ڈالا جا سکے علم الابدان کے متعلق بعض اعمال اور عضلاتی تحریکیں جنہیں عام طور پر دائرہ اختیار سے باہر رکھا جاتا ہے وہ بھی حقیقت میں من کی بے خبر یا نیم باخبر حرکت کی بدولت ظہور میں آتی ہیں۔ یعنی پیدا کرنے کی قوت کو سمجھ کے ساتھ عمل میں لانے سے۔

دراصل بدن نہ تو سوچ سکتا ہے نہ حرکت کر سکتا ہے اور نہ اپنے آپ کو اولاد پیدا کر کے دائیم بنا سکتا ہے۔ یہ تو ٹھوس۔ مائع اور گیس مادوں سے مرکب ہے اور من کے بغیر اس میں کسی قسم کی بھی طاقت نہیں۔ اس حالت میں وہ زندہ۔ متحرک۔ سانس لینے اور پیدا کرنے والی قوت سے عاری سمجھا جا سکتا ہے۔

پیدا کرنے کی قوت ہی بطور ذہانت کے ہمیں روز بروز سوتے اور جاگتے میں سانس لینے کے قابل بناتی ہے۔ من اپنی غلط ہونے والی نیم باخبری کے عمل میں دل کے خون کو پھیلنے والی شاخوں اور خوردبین سے نظر آنے والی نالیوں میں دھکیلتا ہے اسے قانون کشش کی کچھ پرواہ نہیں اور وہ بیسیوں سال کے عرصہ تک ہم آہنگی قایم رکھتا ہے۔

یقیناً من کے اندر ہی یہ طاقت ہے کہ وہ جسمانی اجزاء کو اس قابل بناتا ہے کہ مختلف قسم کے کھانوں میں امتیاز سے کام لے کر نہایت ترتیب اور نہ غلط ہونے والی قابلیت کے ساتھ غذا کے مختلف حصے مختلف جگہ پہنچا دیں۔ جو ہڈی۔ عضلہ یا پٹھے کی تیاری کے لئے درکار ہے۔

مخفی نہ رہے کہ با اختیار ذہنی حرکت کے ذریعہ باخبر طریق پر تمام بدنی افعال اور اعمال ہستی میں ترمیم پیدا کی جا سکتی ہے۔ یہ بات جگر۔ گردوں جلد اور عمل ہاضمہ۔ دوران خون۔ فضلہ اور اخراج مادہ پر یکساں صادق آتی ہے۔ یہ باتیں (جیسا کہ ہم کو بتلایا جاتا ہے)

قطعی طور پر آٹومیٹک نہیں یعنی ہمارے قابو سے باہر نہیں ہیں +

انسان قدرتی طور پر ایک منٹ کے عرصہ میں ۲۰ مرتبہ کے قریب سانس لیتا ہے لیکن اگر وہ تھوڑی سی کوشش سے کام لے تو اپنے سب کانشس من کو اس قسم کی تربیت دے سکتا ہے کہ وہ جو پہلے ہر وقت سانس اندر لے جانے اور باہر لانے میں مصروف رہتا تھا زیادہ عرصہ تک سانس کو روک سکتا ہے۔ ہر چند کہ جب کوئی چیز یکایک آنکھ کے سامنے سے گذر جاتی ہے تو انسان بے خبری میں خود بخود آنکھ جھپک لیتا ہے۔ تاہم باخبری کی حالت میں وہ آنکھ کو مستقل طور پر کھلا رکھ کر اس چیز کی طرف نگاہ قایم رکھ سکتا ہے +

ڈاروِن نے ایک شخص کا ذکر کیا ہے جو جب چاہتا اپنے دل کی حرکت کو روک لیتا تھا۔ اور ایک اور شخص کا ذکر کیا ہے جو اپنے امعاء میں حسب منشا تحرک پیدا کر سکتا تھا یعنی محض قوت خیال سے ان کی پیچیدہ حرکت میں تیزی پیدا کر لیتا تھا۔ ایسے ہی دیکھا جاتا ہے کہ جب ہم کسی رسیلے یا ترش پھل کا سماں دل میں باندھتے ہیں تو اس خیال کا اثر لعابی غدود پر پڑتا ہے۔ اور منہ میں پانی بھر آتا ہے۔ ایسے ہی کسی محرک شے یا دوائی کے خیال کا اثر ویسا ہی پڑتا ہے۔ جیسے اس شے یا دوائی کا چاہے دونوں میں مقداری کمی بیشی کیوں نہ موجود ہو +

کئی سال کا عرصہ گذرتا ہے میں نے ایک مریض کو جو میرے زیر علاج تھا جگر کے عارضہ کے لئے پوڈو فلم (Podophyllum) کا کوئی مرکب استعمال کرایا تھا۔ اس قسم کے دو تین سفوف ہی کے استعمال سے اسے فایدہ ہو گیا۔ اس کے کئی ماہ بعد اس نے ہنستے ہوئے مجھ سے اس بات کا ذکر کیا کہ اس قسم کا ایک سفوف اب تک میری جیب میں ہے۔ اور جب کبھی مجھے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ جگر کی حرکت کو تیز کیا جائے۔ میں خیال میں اس دوائی کے فوائد و خواص کا نقشہ باندھ لیتا ہوں اور گو وہ سفوف اب تک میرے پاس موجود ہے تاہم ہر حالت میں اس خیال ہی سے اثر مطلوبہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کم از کم ڈاکٹر کی نسبت مریض کے لئے یہ طرز عمل زیادہ کفایت شعاری پر مبنی سمجھا جا سکتا ہے +

اب دن بدن طبی دنیا اس امر کو تسلیم کرتی جا رہی ہے کہ تمام بدنی افعال پر قوت خیال کا اثر ضرور پڑتا ہے۔ ممکن ہے ایک وقت ایسا آئے کہ سب لوگ من کے قوانین سے

اس قدر باخبر ہو جائیں کہ دوائی کو جیب میں رکھے بغیر ہی وہ خاص خاص افعال میں اثر مطلوبہ حاصل کر سکیں۔

تمام طبعی احساسات خیالی خیالات یا خیال کے نتائج و اثرات ہی کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور وہ کم و بیش من کی طاقت کے زیر اقتدار سمجھے جا سکتے ہیں۔

خیال کی عادات ہمارے اندر اسقدر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ کہ ان کی بدولت مدارج حرارت۔ حالات مقیاس الہوا۔ اور اثرات اکل و شرب کے مختلف درجوں کو محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ایک شخص محض اپنے بدنی احساس کی بدولت بتا سکتا ہے۔ کہ اس وقت اتنے درجے گرمی یا سردی ہے۔ اور ایک ہے جو جوڑ دل کے درد یا ایک قسم کے بدنی چبھاؤ سے معلوم کر سکتا ہے۔ کہ مغربی سمت سے آندھی چلنے والی ہے۔ یا شمال کی طرف سے طوفان کی آمد آمد ہے۔ احساسات کو اس قسم کی تربیت دینا کہ ان سے مقیاس الحرارت یا مقیاس الہوا کا کام لیا جا سکے واقعی میں کمال ہے۔ کیا یہ بات کسی شخص کے لئے موجب فخر نہیں ہو سکتی کہ اس کے اندر حالات کے مطابق بننے کی لیاقت ہے۔ اور اس نے اپنے احساسات کے ذریعہ اپنی تحریکوں کو محدود کرنا بند کر دیا ہے۔

زندہ انسان سے مراد اس بدن سے نہیں ہے۔ جس کی پرورش صدیوں سے ہوتی چلی آئی ہے۔ اور نہ یہ واجب ہے کہ اس کا اقتدار انسان پر غالب ہو۔ انسان ایک جاندار روحانی وجود ہے۔ اگر سپرٹ کی طاقت کو مانا اور تسلیم کر لیا جائے تو انسان نہ صرف حواس کی حدود سے نکل جاتا ہے۔ بلکہ جسم اور من کے ہر ایک فعل پر قادر اور مختار ہو جاتا ہے۔

"انسان کی شان اس میں ہے کہ وہ آپنے آپ پر اقتدار رکھے" اور اپنی زندگی سے وہ بہترین کام جو لے سکتا ہے۔ وہ یہی ہے کہ روحانیت کو ترقی دے کر اسے مادیت پر غالب بنا لے۔ مشرق کی طرح مغرب کے رہنے والوں نے حال میں ہی یہ بات معلوم کی ہے۔ کہ وہ اپنے تمام قواء کو باخبری اور باقاعدگی سے تربیت دے سکتے ہیں۔ اس تربیت سے انسان صحت۔ طاقت۔ ذہنی امن اور بدنی اقتدار حاصل کر سکتا ہے۔

کریزا سے اس بات کی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ کہ قوت ارادی کو فطرت مباشرتی پر فائق رکھا جائے اور قوت تولید کو اعلیٰ مقاصد۔ بلند اغراض اور مستقل نتائج کے لئے برتا جائے۔ اس علم میں انسان محض ایک کل کا درجہ نہیں رکھتا کہ جسکا دارومدار کلی طور پر حالات اور نواحی اثرات پر ہو بلکہ وُہ ایک کاریگر کی حیثیت رکھتا ہے۔ جو بدنی آلہ کی طاقت اور ساخت دونوں پر اقتدار رکھتا ہو۔ اپنی روحانی فطرت میں وُہ انسان حقیقی کو تسلیم کرتا ہے۔ جسے غیر محدود وسائل حاصل ہوں اور وُہ اس قابلیت کا مدعی ہوتا ہے۔ کہ اپنے طور پر پیدا کی ہُوئی رُکاوٹوں کو دُور کیا جاسکتا ہے۔ وُہ اپنی خدائی فطرت کو تخت پر بٹھاتا ہے جس کی بدولت اسے اختیار و اقتدار حاصل ہوتا ہے۔ اور کسی بھی وقت میں یہ اقتدار اس کے لیئے اس قدر اطمینان بخش نہیں ہوتا جیسے تعلق شادی اور کریزا کے حصول کو ممکن بناتے ہیں *

فصل چہارم

صحت

"قدرتی حالت میں ہر قسم کی ہستی مکمل ہوتی ہے۔ اور انسان کی ہستی بھی اس صورت میں مستثنےٰ نہیں سمجھی جا سکتی۔ اگر وُہ خود ساختہ قیود کو دُور کر دے"

کریزا کا عمل شوہر اور بیوی دونوں کے لیئے تقویت بخش اور سہارا دینے والا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں یہ بالا تر روحانی جسموں کا ملاپ ہوتا ہے جس سے قدرتی طور پر کسی قسم کا اثر معکوس پیدا نہیں ہوسکتا۔ جوں جوں رُوحانیت ترقی ہوتی ہے۔ مادیت اس کے زیر ہوتی جاتی ہے۔ جو بات روحانی ترقی میں مدد دیتی ہے وُہ اس قوت کو ترقی دیتی ہے۔ جس کی بدولت انسان بدن اور بدنی احساسات کے زیر اثر آنے سے بچ سکتا ہے۔ اس طرح اسکی بدولت

ہم آہنگ جسمانی حالات پیدا ہوتے ہیں۔ اور روح گوشت کے اندر سے آپنے آپ کو ہم آہنگ مکمل شے کی صورت میں نمودار کرتی ہے +

یہ عمل خصوصیت سے اس بیوی کے لیئے ضروری ہے جو یہ چاہتی ہو کہ ضرورت سے زیادہ اور خلاف مرضی اولاد پیدا ہونے سے بچی رہے۔حیوانی یا نباتی جراثیم سے بھی بڑھ کر فکر اور اندیشہ تکلیف۔بیماری اور مصیبت پید کرتے ہیں۔ اور خلاف مرضی اولاد پیدا ہونے کا خوف بہت سی حالتوں میں عورتوں کی کمزوری اور تکلیف کا موجب ثابت ہوًا ہے۔

اگر اس بات کو ذہن نشین کر لیا جائے کہ بچہ پیدا ہونے کا عمل قدرتی ہے۔ اور صحیح حالات میں اس کے ساتھ کسی قسم کی تکلیف کا وجود نہیں ہوتا۔ تو عورتوں کی زندگی سے رنج وغم کا ایک بہت بڑا سبب دور ہو جاتا ہے۔ اس بات کا جان لینا کہ ماں بننے کی قدرتی اور مخفی خواہش کی تکمیل بہترین طریق پر اور حسب منشاء ہوگی۔عورتوں کے لیئے ایک حیرت انگیز رحمت ہے۔

اگر بخلاف ازیں عورتیں ان حالات پر شاکر رہیں جو ناقابل تلافی معلوم ہوتے ہوں۔ اور وہ بچوں کی کثیر تعداد کی پیدائش کے عمل کی تکالیف کو اپنی جنس کی سزا سمجھ کر صبر کے ساتھ اسے برداشت کرتی جائیں تو پھر ان میں اور بچہ دینے والے حیوانات میں کیا فرق رہ جاتا ہے؟ ایسی حالت میں انہیں اپنی ترقی یا جلد جلد بڑھنے والے کنبہ کی ضروریات کو پورا کرنے کی تیاری کے لیئے کچھ بھی وقت نہیں مل سکتا +

شاذو نادر حالتوں میں یہ بات دیکھی جاتی ہے۔کہ عورت ۱۰ یا ۱۲ سال کے عرصہ میں اپنی صحت اور طاقت کو برقرار رکھتے ہوئے ۷ یا ۸ بچے پیدا کرے اور اس کے ساتھ ہی ان کے لیئے کھلائی۔ آتا۔ دھوبن۔ درزن اور باورچن کا کام کرتی رہے۔ ایسی عورت کا سارا وقت دن اور رات محنت ہی میں گذر جاتا ہے۔ اور آئندہ کے لیئے سوائے انہی حالات کے بار بار پیش آتے رہنے کے اسے اور کوئی خیال ہی نہیں سوجھتا۔

ہر ایک عورت کا فرض ہے کہ وہ اپنی عام صحت اور طاقت کو برقرار رکھے۔

تاکہ وُہ زندگی کے ان تمام فرائض اور کاموں کے لیئے تیار رہ سکے۔ جن کا پیش آنا لازم ہے۔ اور اپنے تمام خیالات اور اوقات بسری کو ایسا رکھے کہ سالوں کے گذرتے جانے سے اسے کمزوری کا مقابلہ نہ کرنا پڑے۔ بخلاف ازیں لازم ہے کہ وُہ جوں جوں پختہ سال ہو اُس کے اندر نہ صرف طاقت اور قوت بڑھتی جائے بلکہ صحت و جوش شباب پیدا ہو۔ وُہ عورت جو عہد شباب ہی میں بوڑھی ہو گئی ہے۔ اسے نئی عورت بن کر زمانہ مستقبل کے لیئے ایک شاندار نمونہ قائم کرنا چاہیئے۔ یہ سب کچھ کریزا کی مدد سے ہو سکتا ہے۔

کریزا میں شوہر کو بھی اس قسم کے حالات پیش آتے ہیں۔ جن سے اسکی صحت اور قدرتی قواء بدستور رہتے ہیں۔ ماہران علم طب نے مسلمہ طور پر اس امر کو ثابت کر دیا ہے۔ کہ بیرج رکھشا کرنا بے حد صحت بخش ہے۔ انسانی بیرج ایک حیرت خیز قیمتی مادہ ہے۔ اور اگر اسے روکا جائے تو بدن میں جذب ہو کر انسان کی مقناطیسی ذہنی اور رُوحانی قوت میں اضافہ کرتا ہے۔ عام شادی شدہ زندگی میں یہ قوت ہمیشہ ضائع ہوتی رہتی ہے۔ اگر باقی تمام باتوں کو برابر مان لیا جائے تو اس شخص کی حالت جو دُور اندیشی کے ساتھ حفاظت منی کرتا ہے۔ ذہنی اور جسمانی طاقت و اثر کے اعتبار سے دانیال اور اس کے ہمراہیوں کی سی ہے۔ اس میں تعمیری دماغ۔ انتظام کرنے اور صنعتوں کا انتظامی سرکردہ ہونے تیز مقرر اور موجد بننے کا مادہ ہوتا ہے۔ ایسا شخص بڑی بڑی تحریکوں کا لیڈر ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے جو طاقت حاصل ہوتی ہے۔ وُہ ایک نہ ختم ہونیوالے ماخذ سے لی جاتی ہے۔

خصیوں کو اگر لعاب یا آنسوؤں کے غدود سے مشابہ سمجھا جائے تو کچھ غلط نہ ہوگا۔ جن کے اندر سے کوئی رقیق مادہ سوائے اس صورت کے خارج نہیں ہوتا۔ کہ ان کے جُدا گانہ افعال کے لیئے اس کی ضرورت ہو۔ اگر ہم کسی کھانے کا خیال دل میں لائیں تو منہ میں صرف تھوڑی دیر کے لیئے پانی بھر آتا ہے۔ لیکن جب لقمہ مُنہ میں ڈالا جاتا ہے۔ تو بہت بڑی مقدار میں لعاب پیدا ہوتا ہے۔ عام طور پر ماہرانِ علم الابدان یہ سوچا کرتے ہیں۔ کہ منی دراصل پتہ سے

مشابہ ہے یعنی جب وُہ ایک بار تیار ہو جائے تو اُس کا اخراج لازم ہے۔ لیکن اگر پتہ کے بجائے آنسوؤں کا لفظ رکھ لیا جائے تو ایک بالکل ہی مختلف خیال پیش نظر ہو جاتا ہے۔ آنسوؤں کے قطروں کا بہنا نہ زندگی اور نہ صحت کے لئے لازم ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص پانچ یا پچاس سال رو دئے بغیر نہائیت اچھی صحت کی حالت میں رہے۔ ایسی حالتوں میں آنسوؤں کا عرق ہر وقت موجود ہوتا ہے۔ لیکن ایسی قلیل مقدار میں کہ اس کی طرف خیال ہی نہیں پہنچتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب تک آنسوؤں کو بہایا نہ جائے تو وُہ کہاں چھُپے رہتے ہیں؟ دراصل وُہ ہر وقت تیار ہوتے ہیں۔ اور ذرا سا بھی کافی سبب پیش آئے تو جھٹ نکل پڑتے ہیں لیکن وُہ جمع نہیں ہوتے۔ نہ اس وجہ سے کسی شخص کو تکلیف دیتے ہیں۔ کہ وہ انہیں ہر روز۔ ہر ہفتہ یا ہر مہینہ نہیں بہاتا۔ آنسوؤں کے اجزائے ترکیبی بدن میں تیار رہتے ہیں۔ وُہ ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ دَورانِ خون میں سے گذرتے رہتے ہیں۔ تاکہ جب موقعہ پیش آئے وہ ملکر بہ نکلیں۔ لیکن اگر وُہ بغیر کسی کافی وجہ سے ملکر جمع ہوں اور یہ نکلیں تو سمجھ لو کہ آنسوؤں کے غدود کی کچھ نہ کچھ بیماری ہے۔ ہر چند کہ بدن اِنسانی میں کوئی سی دو چیزیں ایک دُوسرے سے مشابہ نہیں پائی جاتیں تاہم پتہ اور منی کے اندر اگر کسی قسم کی مشابہت ممکن ہے۔ تو اس سے بھی بڑھ کر مشابہت طریق اخراج و استعمال میں آنسوؤں اور منی کے اندر پائی جاتی ہے جس طرح آنسوؤں کا اخراج صحت کے لئے لازم نہیں ہے۔ وَیسے ہی منی کا اخراج صحت یا زندگی کے لئے لازم نہیں سمجھا جا سکتا۔ یہ دونوں بہت بڑی حدتک قوت خیال کے زیر اقتداء ہیں۔ اور ان پر جذبات اور قوت ارادی کا اثر غالب ہے۔ اور آنسوؤں کا بہاؤ کسی فوری ذہنی حرکت کی بدولت روکا جا سکتا ہے۔

مردوں اور لڑکوں کے لئے یہ نہائیت شرم کی بات ہے کہ وُہ بغیر کسی مناسب یا واجب سبب کے منی کو خارج ہونے دیں۔ اور جس طرح کسی بے حقیقت سے معاملہ پر ان کے لئے آنسو بہانا نامردانگی سے بعید سمجھا جاتا ہے

ویسے ہی اس کی حالت سمجھی جا سکتی ہے۔ اگر انہیں یہ بات معلوم ہو جائے کہ بلا وجہ اخراج منی مادہ ہستی کی تباہ کن تضیع سمجھا جا سکتا ہے تو شاید ان میں جلق۔ اغلام اور عیاشی کی عادات جو حد درجہ تباہ کن اثرات رکھتی ہیں۔ اس قدر پیدا نہ ہونے پائیں۔

مانگ اور بہم رسانی کے اصول کی تشریح بہترین طریق پر پستانی غدود سے ہوتی ہے۔ کیا تشریحی ساخت اور بدنی افعال کی رُو سے یہ عضو مرد کے منی پیدا کرنے والے غدود سے مشابہ نہیں ہے؟

آج تک کسی شخص کی زبان سے یہ نہیں سُنا گیا کہ غدود پستانی کا دودھ ہمیشہ یا اکثر اوقات بہتا رہے۔ یا اسے خود خارج کر دیا جایا کرے تو یہ صحت کے لئے مفید ہے۔ اسے نہ تو طبعی ضرورت اور نہ مطالبہ فطرت میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ فی الحقیقت عام رائے اس کے خلاف ہے۔ یعنی اگر دُودھ زیادہ مقدار میں بہتا رہے تو وُہ مضر صحت سمجھا جا سکتا ہے۔

جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو اُس کی خاطر دُودھ بوقت ضرورت بہنے لگتا ہے۔ اور اگر وہ ایسے وقت کے سوا کسی اور موقعہ پر بہنے لگے تو اُسے قوانین فطرت کے خلاف سمجھا جاتا ہے۔ اور اطباء اسے بدن پر ایک غیر ضروری دباؤ خیال کرتے ہیں۔ کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی۔ کہ منی کا غیر ضروری اخراج بھی اصُولِ فطرت کے خلاف ہے۔؟

اس طرح کیا اس سے یہ بات بھی ثابت نہیں ہوتی کہ انتشار اس بات کی کامل علامت نہیں ہے۔ کہ غدود کے اندر سے مادہ خارج ہونا چاہتا ہے۔ محض علم الابدان سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ کریزا کا عمل مرد کو صحت اور طاقت دیتا ہے۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ مادہ منویہ کی رُکاوٹ سے صرف اجتماع غرض نہیں ہے۔ بلکہ قوائے ہستی کی تبدیلی شکل یا کایا پلٹ مراد ہے۔ (جو انسان کی حقیقی زندگی ہے۔) تو اس وقت اطباء مادہ کا اجزائے کیمیا سے تجربہ کرنا اور بدنی ریشوں کو خوردبین وغیرہ کی مدد سے دیکھنا بند کر دیں گے۔

ہر چند کہ عورت کے اندر قدرت نے جمع ہونے کے واسطے منی پیدا نہیں کی۔ تاہم مرد کی طرح اس کے اندر بھی خواہش نفسانی کا پُرجوش غلبہ موجود ہے جس سے اگر جائز طور پر کام لیا جائے تو اس سے اعصاب کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ اور خون کی اصلاح اور جسم کے ریشوں کی بحالی عمل میں آتی ہے۔ کریزا کے اس عمیق اور حقیقی ملاپ میں عمل مذکور مردوں اور عورتوں دونوں کے اندر امراض کو پیدا ہونے سے روکتا اور اُنہیں شفا دیتا ہے۔ کریزا ایک بہت بڑی دوائی ہے۔ جس کا مقابلہ فارماکوپیا کا کوئی نسخہ یا شفا کا کوئی طریقہ نہیں کرسکتا۔

قوانین قدرت پر عمل کرنے والی عورت اس امر کو سمجھتی ہے کہ خوبی مباشرتی تعلقات کو روکنے میں نہیں بلکہ ان کے ظہور میں ہے۔ اور سردمہری بے حرکتی اور بے احساسی اس زندگی کی جو تمام زندگی کی مرکز اور خالق ہے۔ بے قدری کرنا ہے۔ اگرچہ اسے نہایت ان مقدس تعلقات سے شرمسار ہونا سکھایا گیا ہے۔ بالخصوص اس طاقت کے ظہور سے جو اولاد پیدا کرتی ہے۔ لیکن وُہ اس تعلیم کو اُلٹ دیتی ہے۔ کیا کسی پودا کو شگوفہ۔ پھول یا پھل پیدا کرنے میں کسی قسم کی شرم محسوس ہوتی ہے۔

عورت کو لازم ہے کہ وُہ اس منبع ہستی کو موجب رحمت قرار دے اور جو امانت اس کو خدا نے دی ہے اس پر وفادار رہے۔ اسے جاننا چاہیئے کہ خدا نے مباشرتی زندگی اور مباشرتی ظہورات کو ہمارا ورثہ بنایا ہے۔ البتہ دانائی اور دُور اندیشی کے ساتھ اسے اس کے تحفظ اور جائز استعمال کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جو ہر قسم کی ہستی کی جان ہے۔

جو مرد اس وجہ سے غمزدہ رہتے ہیں کہ ان کی عورتیں عصبی مزاج کی۔ کمزور اور بہت جلد مضطرب ہونے والی ہیں۔ دراصل کریزا کے ذریعہ سے یہ بات ان کے اختیار میں ہے۔ کہ وُہ اپنی چاہتی بیویوں کے چہروں پر پھر ایک بار صحت کا چمکدار روغن پیدا کردیں۔ اور ان کے بدن میں طاقت اور ان کی چال میں لچک پیدا کرکے ان کے اجسام کے ہر حصّہ میں ہم آہنگی

پیدا کردیں ۔ نرمی اور پیار کے اظہار کے ذریعہ شوہر اپنی بیوی کے دل میں اس کی عشقیہ فطرت کے ذریعہ ایک ایسی امنگ پیدا کر سکتا ہے ۔ کہ جس سے اس کا ہر رگ و ریشہ حرکت میں آتا اور اس کے ہر ایک عصب کو تقویت پہنچتی ہے ۔

امید کی جا سکتی ہے ۔ کہ جو لوگ اپنے دلوں میں محبت اور دانائی رکھتے ہیں ۔ وُہ اپنی بیویوں تک جن سے وُہ محبت اور تحفظ کا عہد کر چکے ہیں ۔ اس برکت کو پہنچانے میں کاہلی نہ کریں گے ۔ اور اس طرح پر شادی کے منشاء کو پُورا کریں گے ۔

کریزا کے عمل میں پیدا کرنے کی قوت بدنی قانون کی طاقت و زندگی بڑھانے میں مبدل ہو جاتی ہے ۔ جس سے مکمل ساخت اور اعلیٰ بدنی ریشہ پیدا ہوتا ہے کریزا کی بدولت صحت میں جو اضافہ ہونا ممکن ہے اس کا حق ہر مرد اور عورت کو حاصل ہے ۔ اس تیاری میں مرد اور عورت دونوں کام لیتے ہیں کیونکہ محبت اس کی بنیاد اور دانائی اس کا نقشہ تیار کرنے اور اسے سرانجام دینے والی ہے ۔ اس تیاری اور تجویز کی بدولت شباب دوامی حاصل ہوتا ہے ۔ اور اس طرح پر جو اولاد پیدا ہوتی ہے وُہ طاقت اور قوت برداشت میں اپنے والدین سے بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے ۔

فصل پنجم

والدین بننا

باپ اور ماں بننے کی خواہش مباشرت کی عقل حیوانی میں موجود پائی جاتی اور ظاہر ہوتی ہے ۔ اور وُہ خود قوت تولید کو ظاہر کرتی اور اس کی علامت ہے اس کی ابتدا خود زندگی ہی میں ہے ۔ یہ ایک خدائی طاقت ہے ۔ اور

جب یہ ہر ایک عصب کے اندر جوش زن اور موجزن ہوتی ہے۔ جب اس کی موجودگی خیال اور احساس میں پائی جاتی ہے۔ تو اسے ایشا ہی تسلیم کرنا اور خدائی طریق پر برتنا چاہیئے۔"

اصول ہستی کو دائم بنانے کی طاقت کا تعلق زندگی کے رُوحانی پہلو سے ہے یہ رُوحانی ظہور جسم پر سمجھنا چاہیئے۔ اکیلا بدن دُوسرے بدن کو پیدا نہیں کرسکتا نہ جسمانی مرد یا عورت اپنے آپ کو دوامی بنا سکتی ہے۔ پیدائش کی ابتداء اور اس کا ذریعہ رُوحانی زندگی ہے۔ اسے جسمانی صُورت میں قوت تولید کا اظہار سمجھو۔ اس کی تکمیل والدین بننے سے ہوتی ہے۔

چونکہ والدین بننا قوت تولید کا اظہار ہے۔ اور چونکہ اس کا تعلق سپرٹ سے ہے اس لئے لازم نہیں کہ اس کا اظہار جسم والے بچوّں کو پیدا کرنے ہی سے ہو۔ اس کا تعلق اور اظہار تمام عظیم دنیوی اغراض سے ہو سکتا ہے۔

مرد کے اندر جو قوائے ایجاد۔ بناوٹ۔ انتظام اور باقاعدگی اور عورت کے اندر صفات صبر۔ احتیاط۔ حلم اور تفصیلات کی طرف توجہ دینے کی پائی جاتی ہیں۔ ان سب کی ضرورت ہماری گورنمنٹ۔ ہمارے مذہبی اور تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں اور زندگی کے تمام معاملات میں پائی جاتی ہے۔

انسان کے اندر ماں یا باپ بننے کی جو خواہش پائی جاتی ہے ممکن ہے۔ وُہ خدائی محبت کی عظیم وسیع اور محیط طاقت کی صورت میں نمودار ہو جائے یا انسان اس کے بس میں ہو کر کسی بہت بڑے فلاح عامہ کے کام میں مصروف ہو یا کسی اور بے غرضانہ کام پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔

والدین بننے میں اگر اسے انسان کے اندر خدائی طاقت کا ظہور سمجھا جائے یا مرد اور عورت کی اعلیٰ نیک خواہش تسلیم کیا جائے۔ اس بات کا اختیار ہوتا ہے۔ کہ اس طاقت کو رُوحانی یا طبعی تولید میں برتا جائے۔ کریزا میں یہ اختیار ایک خاص اور دانا یانہ اقتدار کے ماتحت ہوتا ہے۔

اولاد کی خواہش ہر ایک انسانی دل میں مخفی ہے یہ اصُول تولید کا

قدرتی اظہار اور جسمانی طور پر تخم آوری کا ذریعہ ہے۔
مجھے اپنے پیشہ میں جن مشورہ لینے والی عورتوں سے واسطہ پڑا ہے۔ ان میں ان عورتوں کی تعداد جو بانجھ پن کے بواعث معلوم اور دور کرنے آئی تھیں۔ ان کی نسبت بہت زیادہ تھی جو عمل تولید کو روکنا چاہتی تھیں۔ جن عورتوں کو ماں بننے کے حقوق اور برکات حاصل نہیں ہیں وہ عام طور پر بہت غمزدہ دیکھی جاتی ہیں۔ ابھی تک بہت کم عورتوں کو یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ خواہش مادری خیالات کی تولید کے ذریعہ ایک اعلیٰ روحانی صورت میں لگائی جا سکتی ہے جس کی بدولت ایک قدرتی خواہش پوری ہو سکتی ہے۔
بسا اوقات علم الابدان اور علم تشخیص امراض بانجھ پن کے بواعث کے اظہار سے قاصر پائے جاتے ہیں۔ اور مریضہ کو نہ تو دوائی اور نہ جراحی سے کچھ فائدہ پہنچتا ہے۔ اکثر اوقات اس کا باعث ایسا عمیق ہوتا ہے کہ وہ نہ تو علم کیمیا کی مدد سے معلوم اور نہ خوردبین سے دریافت ہو سکتا ہے۔ اور نہ نشتر یا چاقو سے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ ممکن ہے اس کا باعث قوائے روحانی کی خلل اندازی ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جسمانی کثرت سے منسوب کیا جا سکے۔
طاقت کا سب سے بڑا راز اجتماع ہے۔ ممکن ہے اولاد کی خواہش کریزا کے عمل کے ذریعہ پوری کی جائے۔ یعنی جوش مباشرت کو دانائی اور اعتدال کے ساتھ روک کر زندگی کا ایک ایسا ذخیرہ تیار کیا جائے جو زندگی پیدا کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔
کریزا کے عمل میں مرد اور عورتیں اس قسم کی پاکیزگی اور عروج روحانی حاصل کر لیتے ہیں۔ کہ انہیں معلوم ہو سکتا ہے۔ کس وقت کوئی روح پیدا کی جا سکتی ہے۔ اور چونکہ ان میں ضبط کی بدولت بہت بڑی طاقت موجود ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اس مطالبہ قدرت کو پورا کر سکتے ہیں۔
بسا اوقات بانجھ پن کی شکائیت بے قاعدہ اور اتفاقی طور پر اعتدال سے کام لینے سے دور ہو گئی ہے۔ ممکن ہے کسی مرد اور عورت کے بچہ پیدا نہ ہوتا ہو

اور عرصہ دراز تک ایک دُوسرے سے جُدا رہ کر باہم ملیں تو ان کی دلی آرزو بر آئے۔ اگر یہ تعلق اصُول سائینس کے مطابق ہو تو نتائج اور بھی یقینی ہو سکتے ہیں۔

جس وقت یہ مضمون لکھا جا چکا تھا۔ ایک ۲۹ سالہ عورت مجھ سے ملنے کے لئے آئی۔ جس کی شادی ہُوئے ۱۳ سال گزر چکے تھے اور اس کے کوئی اولاد نہ ہُوئی تھی۔ آخر کار ایک وقت آیا کہ ماں کا دل خوشگوار توقعات سے دھڑکنے لگا۔ باتوں باتوں میں معلوم ہُوا کہ خاوند اور بیوی کے عرصہ دراز تک ایک دوسرے سے الگ رہنے کے بعد یکایک حمل قرار پایا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ بیج ضائع ہونے سے رُکا رہا۔ اور نطفہ قائم ہو گیا۔ اگر کریزا پر عمل کیا جائے تو خاوند اور بیوی کی جُدائی کے بغیر ہی اس تضییع کو روکا جا سکتا ہے۔ اور اولاد کے متعلق دلی خواہشیں پُوری ہو سکتی ہیں۔

قوتِ تولید پر اقتدار

"جس عورت کو مخالفانہ حالات میں اس وقت جب کہ اس کی اپنی رُوح اس کے خلاف ماں بننے پر مجبُور ہونا پڑے اس کے دل میں ایسے واقعہ سے جو بے بسی افسوس اور ذاتی نفرت کا احساس پیدا ہوتا ہے الفاظ اس کے اظہار سے قاصر ہیں"

(ایچ۔ سی۔ رائیٹ)

اگر لوگ کریزا پر عمل کرنے لگیں تو غیر ضروری اور بلا خواہش اولاد کی پیدائش مفقود ہو جائے۔ ایسی حالت میں جن بچوّں کی خواہش ہو ان کے لئے

مناسب تیاری کی جائے موزون موقعہ تلاش کیا جائے۔ اور قرار حمل کے موقعہ پر اعلیٰ ترین قوت تولید کے اظہار سے کام لیا جائے۔ والدین اور بچہ کی بہتری کے لیئے وقت۔ حالات اور اثرات کو اپنی مرضی کے مطابق چُنا جا سکتا ہے۔

قرار حمل کی قوت کا قابو میں ہونا ان عورتوں کو خاص طور پر پسند آتا ہے جن کو مجبوراً بہت سی اولاد پیدا کرنا پڑتی ہے۔ اور جن کی نہ صرف ذاتی صحت اور طاقت کو نقصان پہنچتا ہے۔ بلکہ وُہ اپنے بچوں کی موزون پرورش سے بھی قاصر ہوتی ہیں۔ اگر اس قسم کی مائیں دولت مند ہوں تو ننھے بچوں کو دایہ کی بے رحم حفاظت میں رکھا جاتا ہے۔ اگر غریب ہوں تو بچے جس طرح بھی بن پڑے اوقات بسری کرتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہوتی ہے کہ ان کے تمام کاموں میں دانایانہ ہدایت کا عنصر مفقود ہوتا ہے۔ افسوس! ایسی عورتیں صرف جسمانی مائیں ہیں۔ اور ان میں اد نے مخلوق کی غیر منقلب اور صحیح عقل حیوانی موجود نہیں ہوتی۔

عورتیں فطرتاً ماں بننے کی شائق اور خواہشمند ہوتی ہیں۔ اس خواہش کے ساتھ ہی یہ بھی قدرتی ہے کہ وُہ اس قسم کے موزون حالات اور اثرات کی خواہاں ہوں جن میں وُہ اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دے سکیں۔ یعنی وُہ اس قابل ہوں کہ اپنے بچوں کو جائز ورثہ دیں اور اپنے فرض مقدس کو قابلِ احترام بنائیں۔ ماں بننے کے عمل کے متعلق ان حالات کی عدم موجودگی ہی عورتوں کو اس سے جھجکنے پر مجبور کرتی ہے۔

وضع حمل کی تکلیف بھی بسا اوقات پیش آتی ہے۔ عورتوں کے دل میں ماں بننے کے معاملہ میں خوف پیدا کرتی ہے۔ جس سے مجبور ہو کر وُہ بسا اوقات نامناسب وسائل سے کام لینے پر آمادہ ہو جاتی ہیں۔ لیکن اب معلوم ہُوا ہے۔ کہ تکلیف بچہ پیدا ہونے کا قدرتی نتیجہ نہیں ہے۔ طبعی طبقہ میں بھی اگر عورتیں قدب فطرت کے قریب تر رہیں اور پوشاک۔ خوراک اور ورزش کے معاملہ میں سادہ اطوار سے کام لیں تو وضع حمل کی تکالیف سے بہت بڑی حد تک بچ سکتی ہیں۔ یہ بات بار بار ثابت ہو چکی ہے کہ بلا تکلیف وضع حمل ہونا

ممکن ہے۔

مگر ایک بہت بڑی صداقت دریافت ہو چکی ہے۔ روحانی فوائد یا زندگی کی باخبری اور اس قانون کے مطابق جوان پر حاوی ہے اپنی زندگی بنانے کے امکان کی بدولت تمام حالات میں صحت و ہم آہنگی سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اس سے جو نتیجہ نکلتا ہے۔ وُہ یہ ہے کہ قیام حمل و وضع حمل کے قدرتی افعال میں اگر اس صداقت کی باخبری سے کام لیا جائے تو تکلیف یا ناقابلیت پیش ہی نہ آئے۔

تولید میں معیار رُوحانی کے حصُول کی خواہش اور اس معیار کے متعلق افعال تناسل کی تقدیس بجائے خود تکلیف کو کم کرنے کا موجب بنتی ہے۔

لازم ہے کہ اس معیار کی تربیّت نہایت چھوٹی عُمر سے دی جانی لگے۔ لڑکیوں کے دلوں میں چھوٹی عُمر ہی سے ماں بننے کے متعلق تمام افعال فطری کا احترام پیدا کر دیا جائے۔ جب عورت عنفوان شباب کے قریب پہنچنے لگتی ہے تو اس کے حیض کے اندر تخمی مادے بالیدگی اور پختگی ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ مناسب ہے کہ لڑکیوں کو سکھایا جاوے یہ ماں بننے کی علامت ہے۔ یعنی اس امر کی نشانی کہ تخمی مادے بار آور ہونے کے لئے تیار ہو رہے ہیں۔ یہ بات انہیں پہلے سے معلوم ہوتی ہے کہ پھُولوں کا تخمی مادہ ایک کوٹھڑی کے اندر موجود پایا جاتا ہے۔ جس میں زیرہ گل کا انقباض ہوتا ہے۔ اور اس طرح پر تخم کے منقبض ہونے کا وُہ عمل جو صاف لفظوں میں نباتات کی مباشرت ہے۔ جس سے چھوٹے چھوٹے پَودے پیدا ہوتے ہیں۔ انجام پاتا ہے۔

انسانی اور نباتاتی زندگی کے اندر جنسی یکسانیت اس قدر قریبی ہے کہ اوّل الذکر کی تعلیم ویسی ہی آزادی اور احترام کے ساتھ دی جاسکتی ہے۔ جس بات پر اس جگہ زیادہ زور دینا منظور ہے وُہ یہ ہے۔ کہ بچّوں کے دِل میں کسی بھی قدرتی فعل کے متعلق شرم و حیا کا خیال جاگزین نہ کرنا چاہئیے

لازم ہے کہ ہر ایک لڑکی کو معلوم ہو اس کی زندگی کا مقصد ادائے تولید ہے۔ تمام علامات جو اس سے متعلق ہوں ان کا خوشی استقبال ہونا چاہیئے عورت بننے کی علامات گویا ماں بننے کا عہد ہیں۔ جنس لطیف کے اندر ماں بننے کی حقیقی خواہش پائی جاتی ہے۔ اس کا اظہار اس طرح پر ہوتا ہے کہ لڑکیاں گڑیوں کی شائق ہوتی ہیں۔ اور عورت بہت خوشی سے یہ بات معلوم کرتی ہے کہ بلوغ اس کی خواہشات کی تکمیل کا موقعہ پیدا کرتا ہے۔ عورات کے لئے یہ جاننا لازم ہے کہ اولاد پیدا کرنا قوت تولید کا قدرتی اظہار ہے۔ اب تک خود شوہر لوگوں اور ان کے طبیبوں نے اس فعل کو ایک قسم کا مرض سمجھ رکھا ہے۔ اور اپنی جہالت کی وجہ سے وہ اس کے متعلق مختلف خرابیوں بڑھاتے اور ان کے بڑھنے میں مدد دیتے رہے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اولاد پیدا کرنا خدا کی طرف سے قائم کردہ ایک خاص کام ہے۔ اور ماں بننا ایک مقدس فرض سمجھا جا سکتا ہے۔ اس فرض کا احترام کرنے اور وہ جو تمام ہستی کی جان ہے اس کے قریب تر ہونے سے خوف اور اندیشہ۔ خوشی اور اطمینان میں بدل جاتا ہے۔ اگر حالت اس قسم کی ہو تو سمجھ لو کہ وہ فطرت کی بجہ بڑا اور سپرٹ کے ضابطے کے مطابق ہے۔ وضع حمل اور قرار حمل میں عورت کو جو تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں وہ اس قانون کو تسلیم کرنے اور اس پر پابند رہنے سے گھٹ یا بالکل ہی دور ہو جاتی ہیں۔

اگر عورتیں اس بارہ میں کسی قسم کے اندیشہ کو دل میں نہ لائیں بلکہ بہت بڑی دنیاوی راحت کے ساتھ امید اور انتظار کریں تو پھر ان میں وضع حمل کے خطرات کے باعث اولاد پیدا کرنے کا جو خوف یا بعض حالتوں میں اس سلسلہ کو روکنے کا رحجان پایا جاتا ہے بالکل دور ہو جائے گا۔ کیونکہ علم کی موجودگی میں پھر کسی بات کا اندیشہ نہیں۔

لیکن ذاتی بالیدگی اور بچہ کی پیدائش کے متعلق بہترین حالات پیدا کرنے کے لیئے کیا مرد اور کیا عورتیں دونوں کو لازم ہے کہ وہ قوت تولید

کو بخوبی طور سے سمجھ کر اس پر قادر ہوں - ہر ایک بچہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی پیدائش کے وقت سمجھ سوچ کے ساتھ تیاری کی گئی ہو اور اس کی ولادت بہترین ممکن حالات میں ہو۔ کریزا میں پیدا ہونے والے بچہ کا یہ حق پورا ہو جاتا ہے۔ محبت کے وہ سارے احکام اور دانا یانہ منصوبے جو اس کی ساری زندگی اور کیریکٹر کی تیاری میں مدد دیتے ہیں۔ اسے ورثہ میں ملتے ہیں۔

عام طور پر خیال کیا گیا ہے۔ کہ اولاد کو کثیر تعداد میں پیدا کرنے کے متعلق جو مذہبی احکام موجود ہیں ان کا منشا یہ ہے کہ خدا کا قانون یہ چاہتا ہے۔ کہ خواہ کسی وقت حمل اتفاقیہ طور پر قرار پا جائے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ دوسرے حالات میں جس امر کو حادثہ یا اتفاق سے منسوب کیا جا سکتا ہے اُسے انسانی وجود کی پیدائش میں خدا کا خاص فرمان سمجھا جاتا ہے۔

انسان کی بیادنیٰ درجہ کی دانائی اس بات کو ثابت کرتی ہے کہ ممکن ہے وہ اولاد پیدا ہونے کے بعد اتفاقیہ طور پر اُن کے تحفظ اور تعلیم کا انتظام کر سکے لیکن شائد ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ تحفظ اور تعلیم کے متعلق یقیناً اچھے حالات رکھتا ہے یعنی وہ اس قابل ہے کہ بچوں کی تعلیم اور حفاظت یقیناً اچھی طرح ہوگی وہ قرار حمل کا موقعہ نہ پا سکے۔

انسان حالات کو اپنے ہاتھ میں لے کر بچہ کی وراثت کے لئے بے شمار دولت جمع کرتا ہے لیکن اس بات پر ذرا توجہ نہیں دیتا کہ ایسے حالات بھی مہیا کرے۔ جن میں بچہ صحت اور دانائی رکھتا ہوا اس ورثہ سے پورے طور پر فایدہ اُٹھا سکے۔

عورتیں اور مرد یکساں طور پر اپنی عمر کا بہترین حصہ تعلیم۔ اخلاق۔ علم تقسیم نسل انسانی۔ علم السنہ۔ تاریخ اور فنون لطیفہ کی دریافتوں۔ نارمن روایات اور مشرقی افسانوں کے مطالب اور عمیق ترین فلسفیانہ اور مابعد الطبیعات کے متعلق مختلف مسائل پر غور کرنے میں صرف کرتے

ہیں۔ لیکن اس حصول علم و دانائی کے سلسلہ میں بھول کر بھی کوئی ایسی کارروائی نہیں کی جاتی جس سے بچہ کو صحیح تیاری اور موزون حالات ورثہ میں مل سکیں۔

پیدائش کے بعد بچہ کی تعلیم و تربیت کے لئے انسان حدیقۃ الصبیان (کنڈرگارٹن) کے طریقے وضع کرتا اور اسکول اور کالج بناتا ہے لیکن پیدائش سے بہت پہلے بچہ کی جو تربیت ہونی لازم ہے۔ اس کے لئے نہ کوئی تجویز سوچی اور نہ تیاری کی جاتی ہے۔

علم و تعلیم کی یہ کمی براہ راست بہت سے بچوں کو ان کے بہترین حقوق پیدائش سے محروم رکھتی ہے۔ اور ان انسانی بچوں کی تعلیم اور بہتری کے لئے جو اور کارروائیاں کی جاتی ہیں ان سے بالکل غیر مطابق ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہر ایک بچہ کو پیدائش کا ایسا حق عظیم دیں۔ جس سے بہترین ممکن فائدہ حاصل ہو سکے۔ اور اس مطلب کو پورا کرنے کے لئے وقت اور موقعہ کا منتخب کیا جانا لازم ہے۔

عمل کریزا میں تولید پر قادر ہونے کا انسان کو ایک سائنٹیفک طریقہ حاصل ہے۔ جس کے متعلق صحت کی بنا پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا اور جو ہر ایک سمجھدار شخص کو یقینًا پسند آئیگا۔

جب اس طرح پر انسان دانایانہ طور سے تولید پر قادر ہوگا۔ تو بے ضرورت بچے پیدا ہی نہ ہونگے۔ اور خود غرضانہ خواہشات اور حظوظ نفسی کی مہر چھوٹے چھوٹے بچوں کے من پر نظر نہ آئیگی۔ جوں جوں آئندہ نسلیں روحانی ترقی اور اقتدار کے اس اصول کو سمجھتی جائیں گی ان کی اولاد ایسی طاقتور اور روشن خیال پیدا ہوگی جیسی آج تک کبھی نہیں دیکھی گئی۔

کیا وجہ ہے کہ ہم کسی بچہ کی پیدائش اور بالیدگی میں اس سے زیادہ ذہانت سے کام نہ لیں جس قدر کہ حیوانات کی نسل میں برتی جاتی ہے۔ کیا عام اتفاقیہ تولید کے خلاف ہمارے پاس کوئی ذہانت پر مبنی اعتراض نہیں ہے؟ کیا محبت۔ علم اور دانائی۔ یہ سب باتیں نسلی بہتری کے متعلق

ذہانت کے ساتھ ملکر سائنٹیفک طریق پر تناسل کی کوئی جمہوری اختراع اور رائج نہیں کر سکتیں؟

اے صاحب علم اور نکتہ رس لوگو! اپنے علمی ذخیرہ کا دروازکھول کر اس سے اس مطالبہ کو پورا کرنے میں کام لو۔ اے محبّت اور تنزکیہ سے معمور دل رکھنے والی عورتو! کیا تم اپنی بہنوں کو نرمی کے ساتھ یہ نہیں سمجھا سکتیں۔ کہ انہیں اپنے فوائے تولید و تناسل کے استعمال میں دُور اندیشی اور دانائی سے کام لینا چاہیئے۔

کیا دُنیا میں ایسا وقت کبھی نہ آئیگا جب اس کے اندر غیر مطلوب اور ایسے بچّے پیدا ہونے رُک جائیں۔ جن سے ان کے والدین کو محبّت نہ ہو لازم ہے کہ محبّت ہی قانون کا تکملہ ہو اور مرد ول اور عورتوں کی ایک ایسی نسل پیدا کی جائے جو اپنے پیدا کرنیوالوں کی دانائی اور دُور اندیشی کو موجب رحمت قرار دے

تعلقات شادی میں ترقی کی سپرٹ پھونک دو اور سب لوگ ایسی اولاد پیدا کرنے کی کوشش کرو جو صدیوں تک نام روشن کرے۔ لازم ہے کہ قوتِ خیال کے ذریعہ قوتِ تولید میدان وقت میں آگے بڑھے اور ہماری اولاد کی اولاد کو محبّت کا ایک ایسا ورثہ دے جو جواہرات سے بھی زیادہ بیش قیمت ہو۔ آؤ ہم کوشش کرکے ایمرسن۔ ساونا رولا۔ کیتھرائن سینا ایسی رُوحیں پیدا کریں۔ کیونکہ وُہی آگے چل کر اس زمین کو موجب برکت بنائیں گی۔

فصل ہفتم

ماں بننے کے معاملہ میں عورت کو آزادی

”ماں بننا گویا خدا کے کاموں میں حصہ داری ہے۔“

"عورت جو خدا کے طریق پر ایک غیر فانی روح کی معاون بنتی ہے۔ اپنے اندر کیسی طاقت، صفائی قلب خود ضبطی محبت اور دانائی رکھتی ہے"

(میری وڈا ایلن)

جن دنوں میں ہندوستان میں تھی تو ساحل مالابار پر میں نے نائیر قوم کے لوگوں کو دیکھا۔ ایک عجیب و غریب قوم ہے جو اپنا حسب و نسب بہنوں سے قائم کرتی ہے۔ ان لوگوں کی ایک دیسی گورنمنٹ ہے۔ سمجھ دار اور تعلیم یافتہ آدمی ہیں۔ ان کی طرف سے اچھے اچھے سکول قائم ہیں۔ اور درجہ اوسط میں ان کے مکانات ہندوستان کے کسی دوسرے حصّہ کی قوموں کے مکانات سے بہتر ہوتے ہیں۔ سوائے ان دو بہن میموں کے جو مشن کی طرف سے زنانہ صنعتی سکول چلاتی تھیں۔ اس صوبہ میں کوئی انگریز نہیں دیکھا گیا۔ نائیر قوم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں عورتیں ہی مخلوق کی آقا ہیں۔ اس ملک کی جس میں عجیب و غریب غیر مطابق باتیں پائی جاتی ہیں، دوسری عورتوں کے خلاف ان کو ہندوستان کی آزاد عورتیں کہا جاتا ہے۔

وہ اپنے لئے شوہر کی تلاش خود کرتی ہیں۔ کاروبار پر انہیں کا اقتدار ہے۔ اور انہیں کے ذریعہ جائیداد وراثت میں جاتی ہے۔

ان میں کنبہ اور سوسائٹی کی ساری تعمیر کا دار و مدار ماں پر ہوتا ہے۔ اسے اگر محراب کی چابی کہا جائے تو کچھ بیجا نہ ہوگا۔ کیونکہ وہی انتخاب کرتی ہے اس کے بچّہ کا باپ کون ہو۔ اور اپنی دنیاوی جائیداد بھی وہ جس طرح چاہے اور جیسے پسند کرے صرف کر سکتی ہے۔

وہ جس آدمی کو پسند کرے اس سے شادی کرتی ہے۔ اگر کسی وجہ سے وہ دیکھے کہ یہ شخص میرا شوہر یا میرے بچّہ کا باپ بننے کے قابل نہیں ہے۔ تو اس کے لئے اس سے جدا ہونے کے لئے کسی مذہبی یا سرکاری اجازت کی ضرورت نہیں۔

کریزا میں یہ خوبی ہے۔ کہ چاہے کسی گورنمنٹ پر مردوں کی حکومت ہو چاہے عورتوں کی۔ اس کی بدولت عورت کو ماں بننے کا کلی اختیار ہے کریزا ایک قسم کا باہمی تعلق ہے۔ اور اس کی بدولت وہ تمام سابقہ خیالات کہ مرد عورت پر ہر طرح غالب ہے۔ دُور ہو جاتے ہیں۔ اس تعلق سے مرد کو جس قدر نفع اور لُطف حاصل ہو سکتا ہے۔ اُسی قدر عورت کو ہوتا ہے۔

شادی کا دستور اس صورت میں اعلیٰ بن جاتا ہے۔ جس میں کہ عورت کی خواہش اور خوشی مرد کی خواہش اور خوشی پر حاوی ہو۔ یا یوں کہو۔ کہ جس صورت میں یکساں اصُول ان کے تعلقات پر اثرانداز ہوں جس وقت بچہ پیدا کرنے کی ضرورت ہو تو عورت کا فرض حکم دینا اور مرد کا اسکی تعمیل کرنا ہے۔

ہنری سی رائیٹ نے جو عورتوں اور بچوں کے حقوق کا بہت بڑا محافظ تسلیم کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ "جو مرد اپنی بیوی کی خواہش اور حالت کی طرف توجہ دیئے بغیر اور بچہ کی جسمانی اور رُوحانی بہتری کو نظرانداز کر کے اولاد پیدا کرتا ہے۔ وُہ بڑے سے بڑے جرم کا جو ایک انسان دوسرے کے متعلق کر سکتا ہے مرتکب ہوتا ہے۔ لازم ہے کہ ماں بننا ایک حق اور موقعہ ہو نہ کہ ایک قسم کی سزا یا مصُیبت"

جس وقت لوگ ماں بننے کے فعل کی اہمیت اور وقار کو تسلیم کرنے لگیں گے۔ تو وُہ بھی عورت کا ویسے ہی ادب و احترام کیا کریں گے۔ جیسے ڈرمنڈ نے اپنی کتاب Ascent of man میں کہا ہے۔ اس نے اس بات پر زور دیا ہے کہ دریائیں مخلوقات کا مدعائے خاص ہیں۔ دُودھ سے بھری ہوئی چھاتی رکھنے والی ماں

سے پرے خالق بھی نہیں جاتا۔ وُہی اس کو منزل مقصود ہے ٹھیک انہی معنوں میں جیسے کوئی کارخانہ انجن یا قفل تیار کرنے کے لیئے موجود ہوتا ہے۔ فطرت کی کل کا آخری مُدعا بائیں تیار کرنا ہے۔"

ان اور اس قسم کے اَور فصیح فقرات میں اس فاضل اجل نے ماں کی عزت کی ہے۔ اس کا بیان ہے کہ محبّت ارتقائے عالم کا جزو لاینفک ہے اور وُہ بتاتا ہے کہ ماں بچے جن کر اور ان کی نگہداشت اور تعلیم کا انتظام کر کے خدائی محبت کا اعلیٰ ترین ظہور مہیّا کرتی ہے۔

ہمارے دل میں اس قابل فیلسوف کے اعلیٰ معیار کا احترام ہے۔ اور اس کی بے خوفی کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن جن لوگوں نے رُوحانی صداقت کا گہرا مطالعہ کیا ہے وُہ جنسی اختلاف کے باعث مرد اور عورت میں کسی عظیم ذہنی یا رُوحانی امتیاز کا اعتراف نہیں کرتے۔ ظاہری اختلافات بھی صرف حالات اور نواحی اثرات سے پیدا ہُوئے ہیں۔ بہترین ترقی اور پاک ترین زندگیاں صرف اس طرح ظہور میں آتی ہیں کہ انسان کے خالص رُوحانی یا دیوی خصائل کو پُورے طور پر سمجھا اور تسلیم کیا جائے۔ اس زندہ رُوحانی صداقت کا علم کہ انسان کی خدا سے کوئی جُداگانہ ہستی نہیں ہے۔ تمام مفرُوضہ جنسی امتیازات کو دُور کر دیتا ہے۔ اس سے گویا ہماری زبان ہی بدل جاتی ہے۔ پھر مردانہ اور زنانہ طبائع یا خصائل میں کسی امتیاز پر بحث نہیں ہوتی۔ کیونکہ ہر قسم کے من کا ماخذ ایک ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر ایک فرد واحد میں مردانہ اور زنانہ اصول کے خواص موجود ہیں۔ یعنی باپ اور ماں بننے کے خدائی خواص۔

جس وقت لوگ معلوم کریں گے کہ زیادہ تجربہ رُوحانی زندگی میں ہے۔ تو نہ مرد اور نہ عورتیں دستور کے چینی جُوتیوں میں اپنے پاؤں جکڑنا پسند کریں گی اور نہ ان کے طرز عمل پر اس قسم کی حالتیں حاوی ہونگی جیسی کہ ہندوؤں میں ذات پات کے تفرقات پیدا کرتیں ہیں۔

اس طرح پر رُوحانی قانون میں عورت کو آزادی اور اس کے ضروری

اصول حاصل ہو جاتے ہیں۔ وہ تسلیم کرتی ہے کہ محبت دانائی اور علم کا منبع لامحدود ہے۔ زندگی مکمل طور پر اس کے اختیار میں ہے۔ فتوحات کے امکانات اس قدر وسیع ہیں۔ جیسے کہ یہ عالم اور اس کا راستہ اسی قدر فراخ اور کھلا ہے جیسے کہ برہمانڈ۔

وہ ہر معاملہ میں اپنی صادق شخصیت کو دیکھنے لگتی ہے۔ اس کے دل سے شبہ تک مٹ جاتا ہے۔ کہ کوئی اس کے حقوق کو کم کرنا چاہتا یا کرسکتا ہے۔ اور اس کی روزانہ خارجی زندگی اس کی اندرونی بالیدگی اور رفعت کا ظہور ثابت ہونے لگتی ہے۔

ماں کی فطرت خدائی امداد کا مطالبہ کرتی ہوئی اس مطالبہ کے وجود ہی میں ہمرسانی کا تیقن محسوس کرنے لگتی ہے۔ ماں بننے کے کام کی خواہش اور تکمیل کے معاملہ میں وقت اور حالات کے بارہ میں اس کا انتخاب ہی ضابطہ بن جاتا ہے۔

عورتوں نے ہر پیشہ اور ہر کام میں حصہ لینے کا مطالبہ کیا ہے اور انہیں ہر کام میں حصہ دیا گیا ہے۔ انہوں نے شہریت کے حقوق و فرائض کے لئے بڑی فصاحت سے اپیل کی ہے۔ بعض اضلاع امریکہ میں انہیں ووٹ کے ذریعہ سے ملکی اور شہری معاملات کے تصفیہ میں رائے دینے کا حق حاصل ہے۔ انہیں اعلیٰ اور ذمہ واری کے عہدے دیئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ بچہ پیدا کرنے کے قدرتی فعل کی تکمیل میں انہیں کامل اختیار نہیں دیا گیا۔

الزبت کیڈی سٹینٹن کے متعلق مشہور ہے۔ کہ جب وہ ۳۰ سال تک عورتوں کو حق انتخاب دلانے کی کوشش میں مصروف رہ چکی۔ تو ایک موقعہ پر کہنے لگی کہ اگر ووٹ کا حق عورتوں کو پورے اور آزادانہ طور سے دیا جائے تو میں گویا زنانہ بہتری کے برآمدہ ہی میں داخل ہوئی ہونگی۔ ان حالات میں کہ عورت کی معاشرتی زندگی میں اسے محبت اور آزادی دیجائے میں دیوتاؤں کی نسل پیدا کرنے کا دعویٰ کرسکتی ہوں۔

زندگی کے ہر درجہ سے تعلق رکھنے والی عورتوں نے رُوئے زمین کی بڑی سے بڑی قوم کی ملکہ سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والے ادنٰے ترین مزدور کی بیوی اور گرجا میں کھڑے ہو کر اعلیٰ درجہ کا وعظ کہنے والے مردوں کی بیویوں سے لے کر تمام ضابطہ اور قانون سے بے بہرہ کم حیثیت لوگوں کی عورتوں تک سبھی نے انفاذ حمل کی بے آرامی تکلیف اور دقت برداشت کی ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ سمجھ دار اور پاک دل رکھنے والوں کے اندر بھی اس غلطی اور بے انصافی کی روایات نے جاگزین ہو کر ان کے دلوں کو ایسا مستغرق کر لیا ہے۔ کہ وہ ماں اور بچہ پر یہ ناانصافی روا رکھتے ہیں۔ اور اس میں کوئی بُرائی نہیں سمجھتے۔ جن عورتوں کو اعلیٰ مقاصد اور اغراض کی تعلیم و تربیت دی گئی ہے۔ وہ تناسل کے لیئے بہترین حالات تلاش کریں گی اور ایسے حالات کی ہی امید رکھیں گی ایسی عورتوں کے بچے اپنی اعلےٰ زندگی میں ماؤں کی سمجھ داری اور وفاداری کو موجب برکت قرار دیں گے آزادی میں محبّت کی اغراض پوری ہوتی ہیں والدین اگر اعلیٰ معیار کو مدنظر رکھیں تو بچے بھی اسی معیار کے ہونگے یہ کام تعلیمی انسٹی ٹیوشنوں کا ہے۔ کہ وہ علم مباشرت سے اخفا اور رازداری کا پردہ اُٹھا دیں اور ہر ایک روشن خیال عورت کو اس کا حق حاصل ہے۔ کہ وہ بچہ کے حمل اور پرورش کے معاملہ میں سائینٹفک علم سے کام لے۔ اور تولید کے بے حد ذمہ داری کے کام میں مختلف زبانوں کی جمع شدہ دانائی کو کام میں لائے۔ اس مدعا کو پورا کرنے کے لیئے لازم ہے کہ وہ اس قسم کی آزادی رکھتی ہو۔ کہ اپنی معاشرتی زندگی کو اس کے اعلےٰ ترین مدعا کی تکمیل کے قابل بنائے اس روشن ضمیری اور عروج میں وفادار شوہر قدرتی طور پر آزادی سے اپنے طرزِ عمل کو اس کی مرضی کے مطابق بنائے گا۔ محبّت کے احکام کی بنا ہمیشہ انصاف پر ہوتی ہے۔ اور محبت کی اطاعت رضامندی کی اطاعت ہوتی ہے ایک شاعر کا قول ہے۔ کہ وہ خوش نصیب ہے جسکی ماں ایسی ہو۔ عورت ذات کے متعلق اعتقاد اس کے خون کے اندر

موجود ہوتا ہے اور تمام اعلےٰ باتوں کا اعتقاد اس کے لیئے آسان ہوتا ہے

شادی شدہ اور رفیق

"عورت تمہاری بیوی ہے نہ کہ اس کا جسم۔ قدرت
دراصل ایک نظام شادی ہے جو کچھ موجود ہے وُہ سب
شادی کا نتیجہ یا پیداوار ہے"
(گرنڈن)

کریزا کی بدولت شوہر اور بیوی کے درمیان ملاپ کا قریبی تعلق قائم ہوتا ہے۔ وہ دونوں گویا عمر بھر کے لیئے ملا دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ سوچ سمجھ کر زندہ شادی میں داخل ہوتے ہیں۔ یعنی خوشی اور باہم ایک دوسرے کی امداد کی امید سے لیکن شادی ہو جانے اور سچی شادی میں اصلی معیار اختلاف پایا جاتا ہے اصلی معیار سے مراد نہ صرف اس معیار شادی سے ہے جو کتابوں اور کہانیوں میں مذکور ہے۔ بلکہ جس کا احساس ہر ایک محبت سے بھرے ہوئے دل میں پایا جاتا ہے۔ بہت جلد دل ٹوٹ جاتے ہیں۔ اور امیدیں منقطع کر دی جاتی ہیں جس کی وجہ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوتی کہ شادی کے معاشرتی تعلق کا دارومدار زیادہ تر خود غرضی اور ذاتی طمانیت پر رکھا جاتا ہے۔

شادی دراصل ایک ایسا انسٹی ٹیوشن ہے جسے انسان نے قدرت کو اس کی تجویز میں محفوظ رکھنے کے لیئے بنا لیا ہے۔ یعنی اس لیئے کہ عوام کے فائدہ کی غرض سے لوگوں کے قدرتی جذبات کو ایک دائرہ کے اندر محدود اور رکاوٹ میں رکھا جائے شادی کے معنی یہ ہیں کہ اخلاقاً اور قانوناً ایک مرد کا تعلق ایک

عورت سے اس طرح رہے کہ شوہر اور بیوی کی حیثیت میں حقوق زنا شوئی کو جائز تسلیم کیا جائے۔ مرد اور عورتیں شادی کی زندگی شروع کرتے وقت اس تعلق کا جو انہیں برقرار رکھنا ہے صحیح اندازہ نہیں کرتے وہ اس بات کو محسوس نہیں کرتے کہ اپنے تعلقات اور نتائج کے اعتبار سے زندگی کے سارے طرز عمل کا دارومدار ایک ایسے قانون پر ہے۔ جس کے ابتدائی اصول اور انتہائی امور کسی اور انسانی ضابطہ سے عمیق تر ہیں شادی کے بعد جو کدورت باہمی پیدا ہوتی ہے۔ اس کی وجہ زیادہ تر ان قوانین علم النفس و علم الابدان سے عدم واقفیت ہوتی ہے جو مرد عورت کے تعلقات پر حاوی ہیں نیز اس امر کی عدم واقفیت کہ تمام باہمی تعلقات اور بالخصوص میا شرتی تعلق میں ایک کا دوسرے پر کسقدر حق ہے۔

الغرض اس جہالت کی بدولت ہر ایک شادی شدہ جوڑا شادی کے حلقہ میں بطور ناتجربہ داخل ہوتا ہے بحالات موجودہ اس بارہ میں سوائے خود مشاہدہ کے اور کسی قسم کی تعلیم کا انتظام نہیں اور نہ سوائے تجربہ کے اور کسی قسم کا اسکول ہے۔ جس میں تعلیم و تربیت حاصل کرکے لوگ شادی کے بعد اچھی طرح اوقات بسر کر سکیں لوگ جب اس تعلق میں داخل ہوتے ہیں تو یہ سوچ کر داخل ہوتے ہیں کہ یہ عمر بھر کا تعلق ہے۔ اور اس میں برائی نہیں۔ بہتری ہی ہوگی نوجوان اور ناتجربہ کار اس میں محبت کی ترغیب سے طاقت خواہش اور امید کے جوش میں بھرے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ جو زیادہ عمر رسیدہ ہیں۔ وہ چونکہ دنیاوی طریقوں سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔ اس لئے وہ اس حلقہ میں ایسے اسباب کے لئے داخل ہوتے ہیں جن پر انہوں نے اچھی طرح غور و فکر کری ہوتی ہے سوائے بعض مستثنیات کے عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ تناسل۔ حمل وغیرہ کی قسم کی تمام باتوں کا ذکر جن کا تعلق علم میا شرت سے ہے شادی سے پہلے بالائے طاق رکھا جاتا ہے لیکن جس وقت پادری مرد اور عورت کے

اندر شوہر اور بیوی کا تعلق قائم کر دیتا ہے اس وقت خفاکی یہ گرہ کھل جاتی ہے عورت کی جھجک اور خوف کے مقابلہ میں مرد بڑی دلیری سے اعلیٰ واقفیت کا اظہار کرتا ہے اس کے اندر زمانہ قدیم سے چلا آنے والا یہ عقیدہ جاگزین ہوتا ہے کہ شادی کی بدولت اُسے خاص لائسنس حاصل ہو گیا اس لائسنس کی بدولت وہ بار بار اس قسم کی افسوسناک حرکات کرتا ہے جو کسی کوٹھی خانہ کی فاحشہ عورتوں کو بھی شرما دیں افسوس کی بات ہے۔ بسا اوقات محبت کا خوشگوار پھول ہمیشہ کے لئے مرجھا جاتا ہے۔

وُہ دن جس روز شادی کے گھنٹے بجتے ہیں خوشگوار مراسم ادا ہوتے ہیں اور دوستوں کی طرف سے مبارکبادیں دی جاتی ہیں تکلیف اور رنج کی رات پر ختم ہوتا ہے وہ محبت واقعہ میں بہت مضبوط اور گہری ہوگی جو ذاتی حظوظ کی خواہش کو روک سکے بالخصوص اس صورت میں کہ وہ حظ صرف ایک کو حاصل ہونے والا ہو اور دوسرے کے حصہ میں سوائے تکلیف اور مایوسی کے اور کچھ نہ ہو۔

لازم ہے کہ ان مضامین پر سے اخفا کا پردہ اٹھا کر علم معاشرت کا مطالعہ اس کی نسبت زیادہ احتیاط اور توجہ سے کیا جائے جس قدر توجہ کہ اس مکان پر دی جاتی ہے۔ جس میں تمہارا رہنے کا ارادہ ہے۔ جس اتفاق کا وعدہ کیا گیا تھا اس میں دو زندگیوں کو ملانے اور اس راحت کے تحفظ کا جس کی امید تھی اور کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہو سکتا۔

حقیقی شادی کا دارومدار شوہر اور بیوی ہر دو کی شخصیت کو تسلیم کرنے پر ہوتا ہے۔ جس سے خاندانی زندگی کے ہر شعبہ میں مجبوراً نہیں بلکہ خود بخود مدد دی جاتی ہے۔ علم النفس و علم الابدان کے ضوابط کی تکمیل صرف اسی صورت میں ہوتی ہے۔ کہ جب مختلف روحیں ایک ساتھ چلتی ہوئی اپنی انفرادی حیثیت کو برقرار رکھ کر حرکت میں ایک ہو جائیں۔

ٹالسٹائی کا قول ہے کہ "جو شخص کسی عورت پر بدی کی نیت سے

نظر ڈالتا ہے وہ گویا زنا کا مجرم ہے۔ ان الفاظ کا اطلاق صرف اسی صورت میں نہیں کہ جب وہ عورت کسی دوسرے شخص کی بیوی ہو بلکہ خصوصیت سے اس صورت میں بھی کہ جب وہ اس کی اپنی ہی بیوی ہو۔ جس وقت عورت دنیا میں بچہ پیدا کرتی ہے۔ تو وہ واضح طور پر سمجھ لیتی ہے کہ اس کے معاملات مرد سے زیادہ پیچیدہ ہیں۔ ان حالات میں قدرتی طور پر عورت کو مرد پر فوقیت حاصل ہے۔ وہ تولید۔ پیدائش اور پرورش کے عمل سے فائق ہو جاتی ہے"۔

اگر ان عورتوں کی زندگیوں کی نہ لکھی ہوئی دردناک داستانوں کو جو اس قسم کے ظالمانہ مصائب کو چپ چاپ برداشت کرتی رہتی ہیں یا ان سے نجات حاصل کرنے کے لئے عدالتوں کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔ قلمبند کیا جائے تو اس کے لئے کئی جلدیں درکار ہوں گی۔ اگر لوگ ان تعلقات کے بارہ میں جو شوہر اور بیوی کے درمیان ہونے چاہئیں بہتر واقفیت رکھتے ہوں تو یقیناً اس قسم کے حالات پیش نہ آئیں۔ اس زمانہ میں بہت سے سنجیدہ مزاج سمجھ دار لوگ موجود ہیں جن کا اعتقاد ہے کہ شادی کے تعلق کو روحانی درجہ تک پہنچایا جا سکتا ہے جس حالت میں اس کی خوشیاں محض طبعی خوشیوں سے بدرجہا بڑھ جاتی ہیں۔

کوئی حقیقی شادی اس وقت تک نہیں ہو سکتی جب تک کہ کشش۔ تعلق اور ہم آہنگی پہلے سے روح کے اندر موجود نہ ہو۔ فی الحقیقت حقیقی ملاپ کا دارومدار مانسک یعنی دماغی قانون پر منحصر ہے اور اس کی قائمی روحانی عناصر پر جو اس پر حکومت کرتے ہیں۔

کسی کلرک کی دی ہوئی سند۔ شادی کی انگوٹھی یا پادری کی برکت کبھی دو شخصوں کو خاوند اور بیوی نہیں بنا سکتی۔ یہ رسم تو اس دلی تعلق کی محض ایک دنیاوی نمائش ہے۔ جو پہلے سے موجود ہوتا ہے۔ یہ ایک رسمی اور قانونی انسٹی ٹیوشن ہے جو خانہ دارانہ زندگی کی ترقی کے لئے قائم ہو گیا ہے۔

اگر شوہر اور بیوی کے تعلق باہمی کی بنیاد سچی اور پاکیزہ محبت ہو تو ان کی روزانہ زندگی اور طرزِ عمل کی درستی ممکن ہے۔ کیونکہ پاکیزہ محبت ذہانت کا مجسمہ ہے اور وہ تمام حالات میں بڑی سمجھ اور دوراندیشی سے کام لیتی ہے۔

محبت کی تعلیم یہ ہے کہ بیوی کسی مرد کی ملکیت نہیں۔ نہ خاوند کسی عورت کی ملکیت ہے۔ اور کسی بھی حالت میں تعلق شادی کو ملکیت نہیں سمجھا جا سکتا۔ محبت کی بدولت اطاعت آزادی سے بھی ہلکی ہو جاتی ہے۔ لازم ہے۔ کہ انفرادی عادات۔ مذاق اور خواہشات کو سمجھا اور ان کا احترام کیا جائے۔ "میں ایسا کہتا ہوں،، اور "تمہیں ایسا کرنا چاہیئے" یہ فقرات محبت کی لغات میں پائے ہی نہیں جاتے۔ وہ فعل واحد جو اتحاد و محبت کی علامت ہے جس کی بدولت تولیدی زندگی ظہور میں آتی ہے ان خواہشات سے پیدا ہوتا ہے جو باہمی ہیں اور جن سے فریقین یکساں حظ حاصل کرتے ہیں۔

جو لوگ شادی کے منشائے حقیقی سے واقف ہیں وہ اس ملاپ کو پوری آزادی کے ساتھ قدرتی طور پر ظہور میں لاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی جس وقت وہ لوگ زندگی کے عمیق معنوں کو سمجھتے ہیں تو ان کے دل خوشی سے اُچھلنے لگتے ہیں۔

مباشرتی طور پر دونو کا اتصال دراصل اسی طریق پر ایک قدرتی قانون کی تکمیل ہے جیسے پودوں میں بارآوری کا اصول۔ ہوس نفسانی یعنی کام کوئی ایسی چیز نہیں کہ جسے انسان دبا دے۔ اسے تلف کر دے۔ یا اس کی ہستی ہی مٹا دے۔ ہر انسان کے لئے لازم نہیں کہ وہ رشی یا اولیا ہو بلکہ یہ اس کے روبرو اس امر کی تصدیق کی علامت ہے کہ اس کا تعلق سارے نظام (برہمانڈ) سے کس قدر ہے نیز اس امر کی کہ اسے اپنی اس قوت کا جائز استعمال حاصل کرنا چاہیئے۔ قوت تولید کو نہ تو مارنا چاہیئے نہ اس کو برا خیال کرنا چاہیئے۔

کریزا میں محبت کے احکام کی تعمیل دل سے ہوتی ہے۔ اور اس ملاپ میں خاوند اور بیوی کی ساری فطرت ایک ایسے ملاپ کی صورت اختیار کرتی ہے جس میں امن۔ خود ضبطی۔ انصاف اور بے غرضی موجود ہوتی ہے۔ فریقین ایک دوسرے کی محبت میں زندہ رہتے ہیں۔ ہر ایک کچھ دیتا اور کچھ لیتا ہے۔

اخلاق شادی کی بنا بھی لینے اور دینے کا اصول ہے۔ دینا اور لینا دونو یکساں طور پر نیکی کے کام ہیں۔ اس ابتدائی اصول پر کریزا کی کامیابی کا دار و مدار ہے۔ یعنی ایک کے مطالبہ کا دوسرا جواب دیتا ہے۔ باہمی سمجھوتے اور باہمی اشتراک سے خود غرضی کے عنصر کو خارج کر دیا جاتا ہے اور نفس کا ہر ایک ظہور حقیقی شادی کی رسم کا درجہ اختیار کرتا ہے۔ جس کا اثر کیر کٹر پر پائیدار اور قابل قدر پڑتا ہے۔

اس کی بدولت شادی کو ایک ایسی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ جو معمولی ملاپ سے اسی قدر بلند ہوتی ہے جس قدر کہ انسانی زندگی حیوانی زندگی سے ہے۔

اگر انسان سوائے تناسل کے باقی موقعوں پر مباشرت سے محترز رہے تو اس کا کام گویا صرف اولاد پیدا کرنا ہی ہے۔ لیکن کریزا میں کیر کٹر کی تیاری اور رُوحانی ترقی ظہور میں آتی ہے اور اس کے ساتھ ہی افعال مباشرت کا احترام اور وقار قایم ہوتا ہے۔ ایسی شادی میں مرد یا عورت کے لئے کسی قسم کی پابندی نہیں۔ یہ انسان کی فطرت روحانی کو تسلیم کرنے کا نتیجہ ہے اور اس بارہ میں اس کا اپنی زندگی پر ایسا اقتدار قایم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے حالات کا مختار ہو جاتا ہے۔ وہ مادی دنیا کو اپنا غلام بنا لیتا ہے۔ وہ نہ صرف قوائے فطرت کا مدعی اور نہیں مصرف میں لانے والا ہوتا ہے بلکہ اپنی نئی طاقت اور قوت اور زبردست روحانی قوا کی واقفیت کی بدولت مفروضہ جسمانی

حدود کو بھی توڑ ڈالتا ہے۔ روحانی علم کے ادراک کی بدولت وہ اس امر کی باخبر قابلیت حاصل کر لیتا ہے کہ اپنی ساری فطرت خیالات اور خواہشات کو با اثر طریقوں میں لے جائے۔

مشرقی فیلسوفوں یا ہر طبقہ کے ریاضت کشوں کے کہنے کے بموجب کام کو ہرگز دبانا یا مٹانا نہ چاہیئے۔ بلکہ اسے صحیح راستہ پر ڈالنا اور جائز مصرف میں لانا واجب ہے۔

خواہش کو حصول کی پیشنگوئی سمجھو۔ اس کے بغیر بالیدگی ظہور میں نہیں آسکتی۔ خواہش ہی وہ جرم ہے جو وراثت اور روایت کے غلاف (کرسلس) کو پھاڑتا روح کو پھر بہم پہنچاتا۔ اسے جسمانی مشکلات پر غالب لانا اور غلط خیالات کی کھڑکھڑانے والی زنجیروں کو توڑنے میں مدد دیتا ہے۔ اگر ذہانت اور ہوشیاری کے ساتھ اس کی راہبری کی جائے۔ تو اس کی بدولت اعلےٰ صداقتوں کی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ چشمہ زندگی۔ محبت و ذہانت سے سیراب ہونے کی خواہش انسان کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ عالمگیر اصول کے ساتھ مل کر ایک ہو جائے۔

اگر تم اسے تلاش کرو تو ضرور حاصل کر سکو گے۔ خواہش ہی کے ذریعہ شادی کو شاندار بنایا جا سکتا ہے اور جو اعلیٰ ترین قانون کی بدولت ایک دوسرے سے مل چکے ہوں انہیں نہ تو مردوں یا عورتوں کے غلط بیانات یا غلط فیصلے ایک دوسرے سے الگ کر سکتے ہیں۔ اور نہ وہ ادنےٰ غلطیاں جو جہالت میں ان سے سرزد ہوئی ہوں۔

دونوں ایک دوسرے کی روح کو بصورت تکمیل جاننے لگ جاتے ہیں۔ اور وہ صرف محبت کرنا اور احترام کرنا ہی جانتے ہیں۔ اصلی محبت اور وفاداری کا اظہار رہتا ہے اس کے مقابلہ میں وہ محبت اور وفاداری بے حقیقت ہے جس کا وعدہ اور اقرار یوم شادی کو کیا گیا تھا۔ ہمیشہ قائم رہنے والی خوشی زمانہ گذشتہ کے وعدہ کو پورا کر دیتی ہے۔

امن اور ایک دوسرے کی عزت کی بدولت شادی ایک رشتہ مقدس کی صورت اختیار کر لیتی ہے یعنی اس سے بدرجہا مضبوط رشتہ جیسا کسی حکمران یا ملک کی طرف سے قائم کیا جا سکتا ہے۔ فریقین کو ایک دوسرے سے صادق وفاداری ہوتی ہے کسی زنجیر کی طرح نہیں بلکہ پھولوں کے ہار کی طرح۔

اگر میں اپنے فائل سے ان خطوط کا پورا فولڈ ناظرین کے روبرو پبلش کر سکوں جن کا ماحاصل یہ ہے کہ بے قابو نفس کی طرف سے مردوں اور عورتوں پر کس قدر خفیہ ظلم ہوتا ہے تو گیان کو جہالت کے دور کرنے کے واسطے تیار کرنے کے لئے یہ ایک پراثر اپیل ہوگی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک دوسرے سے ۱۵ یا ۱۸ مہینہ کے فرق سے بہت سے بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور گو ماں کے لئے ان بچوں کے متعلق بے شمار فرائض ہوتے ہیں تاہم ان سے مرد کے اندر کسی قسم کی رکاوٹ یا احترام پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ایسی ماں کی امداد اور اس قسم کی کارروائیوں کے سدباب کے لئے میں اپنے قلم کو محبت کی آگ میں ڈبو کر لکھتی ہوں۔ عورتوں کی آزادی اور بچوں کے انصاف کے اس مضمون پر خامہ فرسائی کرتے وقت میں اس بات کو نظر انداز نہیں کرتی کہ مرد کی طرف سے یہ خرابی محض لاعلمی میں واقع ہوتی ہے۔ ہر چند کہ مرد کے دل میں اپنی بیوی کی محبت اور اسے خوش رکھنے کی خواہش ہوتی ہے تاہم مصیبت یہ ہے کہ اسے اس بارہ میں کبھی تعلیم ہی نہیں دی گئی۔ وہ اپنے برابر جاہل مردوں کی مثال اور رہبری کی اندھا دھند تقلید کرتا ہے اس کے نزدیک مرد کی ضروریات اور عورت کی مجبوری اطاعت پذیری کی روایات جو قدیم سے چلی آتی ہیں صحیح ہیں۔

لیکن اکثر مرد اپنی سوشل۔ مذہبی اور سیاسی آرا کے پابند ہوتے ہیں۔ اور جب ایک بار زندگی کا بہتر طریق ان کے ذہن نشین ہو جائے

اور وہ اسے سمجھ لیں تو پھر وہ شادی کے اعلیٰ اصول کی وفاداری سے پیروی کرتے ہیں۔

بعید مغربی علاقہ سے ایک عورت نے جو کئی بچوں کی ماں ہے میرے نام حسب ذیل خط لکھا تھا :۔

میں ہائی نائیس میں استانی تھی اور ۱۰ سال گذرے ۲۲ برس کی عمر میں میری شادی ہوئی تھی۔ میں اپنے شوہر کے ساتھ ایک نئے علاقہ میں آباد ہونے چلی آئی۔ ہمیں بہت سی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں لیکن ان میں کوئی اس قدر سخت نہ تھی جیسے دوستوں اور سوسائٹی سے جدا ہونا تھا۔ اپنی پیاری ماں اور رشتہ داروں سے اس قدر فاصلہ پر بچہ جننے کی تکلیف۔ وہ شب و روز کا جانگداز اندیشہ۔ چھوٹے بچوں کی نگرانی۔ جسمانی تکلیف اور سب سے بڑھ کر دلی اندوہ یہ ایسی باتیں ہیں جو حیطہ تحریر میں نہیں آ سکتیں۔ کیا میں اپنے شوہر کے متعلق جس کی میں پرستار تھی اور جس نے اپنا سب کچھ میرے حوالہ کر دیا کچھ لکھ سکتی یا لکھنے کی جراءت کر سکتی ہوں؟ کیا کوئی مرد کسی عورت سے انصاف نہ کرتا ہُوا بھی اس سے محبت کر سکتا ہے؟ کیا میں اپنی دل آواز کو اپنی گہری فطرت کی طرف سے جواب سننے کے لئے روک لوں؟ کیا موت میرے لئے موجب آسایش ہوگی؟ لیکن میں جس وقت آنکھوں کے چھ چھوٹے چھوٹے جوڑوں کی متلاشی نظر اور ہیری کی نگاہ کو اپنی طرف پاتی ہوں تو موت کا خیال ہی میرے دل سے دور ہو جاتا ہے۔ پیاری سہیلی ایک بات جس کا میں نے کبھی ارادہ نہیں کیا وہ اسے

چھوڑ کر چلا جاتا ہے ۔ لیکن افسوس میرا اپنا تلخ تجربہ وہ باتیں ظاہر کر رہا ہے جن کا ذکر طلاق کی عدالتوں میں آتا ہے ۔ اور میں تم سے پوچھتی ہوں سچ سچ بتانا کیا اس ظلم اور بے انصافی کی اجازت خدا نے دی ہوئی ہے ۔ ؟ یا قدرت اس کی اجازت دیتی ہے ؟ کیا وہ مرد نیک رہ سکتا ہے جو ہر رات اس عورت کو مجبور کرتا ہے جو اس سے بغلگیر ہونے کو نفرت اور ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتی ہو ۔ اور جس حالت میں کہ حمل یا بیماری کو بھی رکاوٹ نہ سمجھا جاتا ہو ۔ کیا میں مجبوراً ان بچوں کو جنتی رہوں جن کو نہ ہم کپڑے دینا اور ان کی تعلیم کا اچھا انتظام کر سکتے ہیں ۔ اور سب سے بڑھ کر جو محبت اور خواہش سے پیدا نہیں ہوتے جن کے رونے کی پہلی آواز ایک اتفاقی ہستی کے خلاف پروٹسٹ معلوم ہوتی ہے ؟

میں امید کرتی ہوں کہ میرے اس طویل خط نے آپ کو دق نہ کیا ہوگا میں التجا کرتی ہوں کہ اگر آپ مجھے کسی قسم کی امید نہیں دلا سکتیں تو میرے اس خط کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھئے گا ۔ کیونکہ اس وسیع دنیا میں اور کوئی نہیں جس کے روبرو میں اپنا دکھ ظاہر کر سکوں ۔

(آپ کی صادق و امیدوار ڈورا ایس)

میں نے اس کا جو کچھ جواب دیا وہ حسب ذیل تھا :-

پیاری ڈورا ایس ۔

ہر ایک قبرستان اس قسم کے تجربہ کی یادگاروں سے بھرا پڑا ہے جیسا کہ تمہیں پیش آیا ہے ۔ بھولی جان میں یقین کرتی ہوں کہ اب بھی تمہاری مدد اور نجات کی صورت پیدا ہو سکتی ہے ۔ تم نے اپنے خط میں اس گہری اور مستقل

محبت کی ایک جھلک ظاہر کی ہے جو تمہارے اندر اپنے شوہر کے متعلق ہے۔ اور میں خیال کرتی ہوں کہ تمہارے لئے مدد حاصل کرنے کا یہی ذریعہ ہے یعنی یہ کہ تم اپنے دلی خیالات اس پر پورے طور سے ظاہر کر دو۔ اگر اس نے تمہاری بات پر کچھ بھی توجہ دی تو ممکن ہے اس دنیا میں اب بھی تم حقیقی شادی کا لطف حاصل کر سکو۔

میں تمہیں نیوٹن کی کتاب Better Way (بہتر راستہ) بھیجتی ہوں میں یہ بھی معلوم کرنا چاہتی ہوں آیا تم نے کبھی سنا ہے کہ مجامعت ایسے طریق پر بھی ہو سکتی ہے کہ اسے انتہائی منزل یعنی (انزال) تک نہ پہنچنے دیا جائے؟ اس طریق پر عمل کرنے سے قدرتی طور پر انسان قوت تولید پر قادر رہ سکتا ہے۔ بہت لوگ اب اس طریقہ پر عمل پیرا ہیں۔ اور ان کا بیان ہے کہ اس میں حد درجہ ممکن الحصول لذت حاصل ہوتی ہے اور رغبت میں کچھ بھی فرق نہیں آتا۔ تمہاری سمجھ اور خواہش تمہیں اس طریقہ کی طرف راغب کرے گی جو بہتوں کے لئے مدد اور ہدایت کا ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم نفس کے اس بندھن سے آزاد ہو جاؤ گی۔ یہ ضبط کا ایک ایسا طریقہ ہے جس کا ہر شخص عامل ہو سکتا ہے اور یہ ایک ایسی سڑک ہے جس پر سمجھ دار لوگ آسانی سے چل سکتے ہیں اگر میں تمہاری کچھ اور خدمت کر سکوں تو ضرور مجھے اطلاع دینا۔

(تمہاری صادق اے۔ بی۔ ایس)

اس کے قریباً ایک سال بعد حسب ذیل خط موصول ہوا۔

پیاری ڈاکٹر سٹاک ہالم۔

میں نہیں چاہتی تھی کہ آپ کی موزوں نصیحت کا گہرا اور دلی شکریہ
ادا کرنے میں اس قدر تاخیر سے کام لوں۔ میں آپ کا بہترین
اجر صرف اس طرح پر دے سکتی ہوں کہ اپنے واقعہ کی کیفیت
پوری تفصیل سے بیان کردوں تاکہ جو دوسری عورتیں میری
طرح تکلیف برداشت کر رہی ہیں۔ اور جو بے غرضانہ
مقاصد سے آسائش کی خواہشمند اور طلبگار ہیں۔ وہ اس سے
فائدہ حاصل کرسکیں۔

جس وقت تمہارا خط موصول ہُوا میں نے اسے ہیری
کو پڑھ کر سنایا وہ بے صبری کے لہجہ میں کہنے لگا "ہاں یہ
ایک عورت کا خیال ہے"۔ اس کے بعد ایک دن اور ایک
رات ہم خاموش رہے۔ جب میں کتاب Better Way
کا مطالعہ کرچکی تو میں نے اس سے اس کے پڑھنے کی درخواست
کی اور کہا "یہ شادی کے متعلق ایک مرد کا خیال ہے۔ وہ
کوئی ذہین اور سمجھدار آدمی معلوم ہوتا ہے جس کی رائے
ان لوگوں میں مستند تسلیم ہونی چاہیئے جو راستی کے نتیجہ پر
پہنچنے کے خواہشمند ہوں۔ وہ ہرچند کہ مرد ہے تاہم اس سے
زیادہ رکاوٹیں پیش کرتا ہے۔ جس قدر کہ عورت کے خیال
میں پیش کی گئی ہیں"۔

اس نے جواب دیا "دُور تمہاری خاطر سے میں اسے پڑھ
لوں گا لیکن یقین نہ ماننا کہ میں ان جدید خیالات کا قائل ہوجاؤں
گا"۔

معلوم ہوتا ہے کہ کتاب اسے دلچسپ معلوم ہوئی کیونکہ وہ
اس وقت تک نہ لیٹا جب تک کہ اس نے اسے ختم نہ کرلیا۔
بچہ بے آرام تھا اور گو اسے معلوم تھا کہ میں ابھی تک سوئی
نہیں ہوں تاہم اس نے ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا۔ اس

کے بعد کئی دن اور کئی راتیں گذر گئیں اور اس نے اس مضمون پر گفتگو نہ کی۔ میں یہ خیال کرتی تھی کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور اب اسے ضرورت ہوگی تو خود بولے گا۔

مجھے یہ بات ناقابل بیان طریق پر بھیانک معلوم ہوئی کہ تیوٹن کے طریق پر عمل پیرا ہونے میں وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اس سے بھی زیادہ جس قدر کہ میں نے برداشت کیا تھا اس پر جبر و تشدد کر رہی ہوں۔ یہ خیال میرے دل میں کبھی پیدا نہ ہوا تھا کہ میری سمجھنے لگیگا میں اس معاملہ میں جبر کا طریق اختیار کر رہی ہوں کیونکہ میں اس بات کو قابل ترجیح سمجھتی تھی کہ اس تعلق میں جس سے ہم دونو کو مساوی فایدہ حاصل ہو سکتا تھا ہم آزادانہ طور پر مشترک کارروائی کریں۔ باوجود اس کے میں منہ سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی۔ وہ میرے متعلق توجہ سے کام لیتا تھا۔ اکثر میری آسائش اور خوشی کے لیے مختلف باتیں کرتا اور بچوں سے غیر معمولی طور پر بردباری اور تحمل سے کام لیتا تھا لیکن کئی دن رات تک اس نے محبت یا پیار کا ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالا۔

میں نے ایک بار کسی سے سنا تھا کہ "عدم موجودگی محبت کا بہترین امتحان ہے"۔ پس میں نے ارادہ کر لیا کہ تھوڑے سے خرچ سے ایک جگہ کا سفر اختیار کر دوں۔ اس جگہ سے ۲۵ میل کے فاصلہ پر میری عم زاد بہن رہتی تھی میں اپنے دو چھوٹے بچوں کو ہمراہ لے کر اس کے ہاں چلی گئی۔

گذشتہ ۱۱ سال کے عرصہ میں میری اور میں کبھی ایک دن بھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہوئے تھے۔ ہمیں بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ہمارا تعلق حقیقی روحانی ہے اور بار بار کے جسمانی ملاپ سے ہم نے اس تعلق کو بے حد ناپاک کر دیا ہے۔

عدم موجودگی اور محبت کے خاموش قاصد یعنی خط نے ہمارے
دلوں کو ایک دوسرے کے روبرو کھول دیا اس کے بعد جو طویل
خط ایک دوسرے کے نام بھیجے جاتے رہے وہ ایام کورٹ
شپ کی یادداوں میں تازہ کرنے والے تھے۔ ہماری محبت
اب زیادہ مقدس اور بہتر مطالب کے لئے موقوف ہو
چکی تھی۔

میں ضرورت نہیں سمجھتی کہ تمام حالات لکھ کر آپ کا وقت
ضائع کروں تاہم آپ یہ جان کر خوش ہونگی کہ ہم نے اسی زنانہ خیال
کو اختیار کرلیا ہے اور اب ہمیں معلوم ہُوا ہے کہ یہ کچھ بھی
مشکل نہیں۔ یہ بات خود ہمیں عجیب معلوم ہوتی ہے۔ مگر
ہفتوں گذر جاتے ہیں اور ہمارے اندر کوئی بدنی خواہش پیدا
نہیں ہوتی۔ اور اب ہم اس جدید زندگی میں سابقہ زندگی کی
نسبت زیادہ خوش و خورم ہیں۔

ہیری بھی میرے ساتھ مل کر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

(آپ کی صادق ڈورا ایس ا

اسی طرح اور بہت لوگوں نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ بدنی ملاپ کو
ٍر دانائی اور سمجھ کے ساتھ زیر اقتدار رکھا جائے تو وہ انسان کو حقیقی
وحانی خوشی کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اس میں وہ راحت حاصل ہوتی
ہے جس کی اس رشتہ میں توقع کی جاتی ہے۔

اگر انسان ضابطہ کریزا کی پابندی کرے تو اسے سیری کبھی معلوم ہی
ہیں ہوتی اس حالت میں شادی شدہ لوگ بھی عشاق ہی کا درجہ رکھتے
ہا ہر روز انہیں نئی نئی خوشیاں حاصل ہوتی ہیں ہر ساعت ان کے لئے
.ئی کا گھنٹہ ہے اور ان کی ساری زندگی خوشی کے شگوفے اور طلائی میوے
یدا کرتی ہے۔ شادی شدہ لوگوں میں جو روزمرہ کے طنز و طعن پائے جاتے
ں ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ناگوار جھگڑے پیدا ہی نہیں ہوتے پاتے اور

طلاق کی عدالتوں میں بیکاری کا غلبہ رہتا ہے۔ ایسی حالت میں جو بچے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی مبارک ہوتے ہیں اور وہ اعتقاد و ہم آہنگی کے کرہ میں پرورش پاتے ہیں۔ ایسا کنبہ جسے معیار قرار دیا جا سکتا ہے باہم محبت و امداد کی زندگی بسر کرتا ہُوا اس قانون کا بین ثبوت پیش کرتا اور اخلاص و صداقت کا نمونہ قائم کر کے دکھاتا ہے۔

توليدِ خيال

"جس قدر ہمیں اس وقت تک معلوم ہے اس کے مطابق من وہ مادہ ہے جو بدن میں سے ظاہر ہوتا ہے اور جس کی خدمات بدن سرانجام دیتا ہے"

(اکورا ڈین)

کریزا میں تولید خیال بھی ممکن ہے۔ سپرٹ دراصل خودی یا ادیجی شخصیت یا اس خدائی اصول کا نام ہے جو انسان کے اندر موجود ہوتا ہے اور تمام فطرت کے ساتھ اس کے اتحاد کو ظاہر کرتا ہے۔ ناظرین کو یہ بات یاد ہو گی کہ سپرٹ بصورت عمل ہونے کا نام روح ہے۔ روح کو سینٹ پال نے "سپریچویل جسم" کہا ہے۔ اس کا تعلق طبعی بدن سے اس تعلق سے بھی زیادہ ہے جو کسی ہاتھ اور دستانہ میں پایا جاتا ہے۔

روح کے اندر ہمارے وجود کی تمام حرکات کو اکسایا جاتا ہے۔ عضلات کی حرکت، ہاضمہ اور غذائیت کا عمل یہ سب باتیں روحانی فطرت کے ظہورات کے طور پر دیکھی جاتی ہیں۔ حواس اور جذبات بھی روح کے اندر ہی موجود پائے جاتے ہیں۔ کیرکٹر کے انتخاب اور تیاری کا اختیار بھی روح کو حاصل

ہے۔ ہر ایک روح کی فطرت دوہری ہوتی ہے :۔
(۱) مردانہ اور
(۲) زنانہ

ان میں سے ذہانت اور دانائی اول الذکر کا خاصہ ہیں اور تزکیہ اور محبت آخر الذکر کا ۔ یہ دو نو کسی نہ کسی حد تک ہر شخص کے اندر موجود ہوتی ہیں ۔ گیرنڈن کا قول ہے کہ جن باتوں کا تعلق خیال ۔ فہم یا دماغ و من سے ہے وہ سب مردانہ ہیں اور جن کا خواہش تزکیہ (فوراً ذہن نشین کرنے) اور محبت قلب سے ہے وہ زنانہ ،،

جب کوئی شخص ذہنی اصول کو زیر نظر رکھ کر کام کرے تو اس کے جوہر مردانگی نمایاں ہوتے ہیں ۔ اور جب خواہش کے اصول کو زیر نظر رکھے تو زنانہ پن ۔ نہایت صحیح اور مکمل شخصیت وہ ہے کہ جس میں مردانہ اور زنانہ اصول دو نو یکساں ہم آہنگی کے ساتھ ترقی یافتہ ہوں ۔ چونکہ جنس کا تعلق روح سے ہے تو کیا یہ بات حد امکان میں داخل نہیں کہ جوں جوں روحانی توحد کو ترقی دی جائے "تولید خیال" ہونے لگے ؟ اس کے معنے یہ ہوں گے کہ دنیا کی بہتری کے لئے روحانی درجہ پر خیالات اور مسائل کی پیدائش عمل میں لائی جائے ۔

اس اعلیٰ تولید کے لئے جسمانی تعلق ممکن ہے ۔ مفید ہو یا نہ ہو ۔ مگر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ کریزا کے تعلق میں تولیدی اصول خاوند اور بیوی دونوں میں محرک ہو جاتا ہے ۔ جس وقت روحانی حواس اس طرح پر روحانی جنبش کے لطیف ترین احساس کے مطابق کر لئے جاتے ہیں اعلیٰ درجہ کے خیالات ذہن میں پیدا ہونے لگتے ہیں ۔ ضابطہ روحانی کے عمل سے دلچسپی لینے والے مردوں اور عورتوں کو اس بات کا اختیار رہے کہ وہ اس اصول کی درستی کو اور بھی واضح طور پر ثابت کر دیں ۔

نیوٹن کہتا ہے کہ " یہ بات جاننا ضروری ہے کہ محض جسمانی استعمال یعنی بچوں کی پیدائش کے علاوہ انسان کے تولیدی عنصر کے اور بھی استعمالات

ہیں جو ایک عارضی لذت کی خاطر اس کی تضیع سے بدرجہا بہتر ہیں۔ سچ پوچھو تو محنت کرکے تھکی اور تنگ آئی ہوئی عورتوں پر ناگوار بار ڈالنے سے اس کی تضیع ہی بہتر ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یاد رکھو کہ اسے کسی بھی صورت میں ضائع نہ کرنا چاہیئے۔ جس وقت اس عنصر کو بدن کے اندر رکھا جاتا ہے تو اسے نئے خیالات۔ شاید نئی ایجادوں اور حقیقی۔ خوشنما اور مفید باتوں کے شاندار ارادوں کی صورت میں بدلا جا سکتا ہے۔ یا ہم اس کی بدولت خوشی کی تازہ امنگیں اور مہربانی اور برکت کے جذبات پیدا کر سکتے ہیں۔ یقیناً یہ بھی ایک قسم کی تولید ہی ہے۔ یعنی خیالات۔ ارادوں۔ نیک دلی کے احساسات اور تزکیہ صداقت کی تولید۔ صاف لفظوں میں یہ تولید جسمانی نہیں بلکہ ذہنی اور روحانی ہے۔ بچہ پیدا کرنے کی طرح اس کا تعلق بھی فعل تناسل ہی سے ہے۔ اور اسے بھی اس کا حصہ سمجھا جا سکتا ہے۔ سچ پوچھو تو یہ اس کا بڑا حصہ ہے کیونکہ جسمانی تولید کا عمل صرف شاذونادر ہو سکتا ہے بجالیکہ ذہنی اور روحانی تولید کا سلسلہ ممکن ہے اس تمام عرصہ میں جب تک کہ ہم اس دنیا میں موجود ہیں جاری رہے۔ یعنی اس کا تعلق ہماری تمام غیر فانی ہستی سے ہو!

کسی بختہ کار شخص کے لیئے قوت مردانگی کا تحفظ نہائیت ضروری ہے کیونکہ اس سے اس کی طاقت اور مردانگی برقرار رہتی ہے۔ اسی پر اس قوت اثریہ کا دارومدار سمجھا جا سکتا ہے جو کسی شخص کی ذہنی تحریکوں کا جزو مخصوص سمجھی جاتی ہے۔

جو مقرر یا مصنف اس صیغہ میں تضیع کا عادی ہے وہ لاکھ باتونی ہو اور چاہے دفتر کالے کردے ضرور اس کے الفاظ دوسروں پر بہت کم اثر رکھنے والے ثابت ہوں گے۔ کیوں؟ اس لیئے کہ ان میں تخم آوری کی طاقت موجود نہیں۔ مگر جو شخص اس عنصر ہستی کا تحفظ کرتا ہے وہ امن واطمینان کے ساتھ نہ صرف اپنے الفاظ بلکہ سارے کرہ کے اندر اس قسم کا اثر پھونک دیتا ہے جو اصلی تہ تک پہنچکر ان لوگوں کے اندر جنہیں وہ مخاطب

کرتا ہے جدید خیالات اور جذبات پیدا کرتا ہے۔
"ہر ایک خیال دراصل ایک ذہنی بچہ ہوتا ہے اور اگر انسان کے لئے حقیقی لڑکے اور لڑکیاں پیدا کرنا خوشی کا موجب ہو سکتا ہے تو وہ شخص کس قدر صاحب اختیار اور خوش و خورم ہو سکتا ہے۔ جس کے اندر خیالات جو روح کی غیر فانی اولادیں ہیں بکثرت پیدا ہوتے ہوں؟"
اس جگہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی بڈھے کنوارے اور بوڑھی کنواری عورتیں کون ہیں۔ اور کنہیں حقیقتاً بے اولاد کہا جا سکتا ہے؟ وہ لوگ نہیں جن کی رسمی شادی نہیں ہوتی بلکہ وہ لوگ جنہوں نے فطرت سے کورٹ شپ اور شادی نہیں کی اور نہ اس سے خوشنما خیالات کا کنبہ حاصل کیا ہے۔
وہی شخص حقیقی روحانی باپ ہے جو صداقت کے چشمہ اور اپنے وجود کے عمیق وسائل سے سیراب ہونا سیکھ چکا ہے اور زندگی کی خفیہ طاقتوں سے واقف ہے۔ ممکن ہے وہ ظاہرا طور پر وعظ و تعلیم۔ شفا اور پیشگوئی وغیرہ کی قسم کے کام کرتا پھرے لیکن اگر وہ چپ چاپ اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو گویا اس کی زندگی سب لوگوں یہاں تک کہ ان لوگوں کے لئے بھی جو اس کے روبرو نہیں آتے دعائے خیر کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کی قوت تولید قوت خیال کی صورت میں عیاں ہوتی ہے خیال کے متعدی اثرات کی بدولت اس کا اثر لامحدود امکانات رکھتا ہے۔
روحانی حظوظ لذات نفسانی سے ہمیشہ اعلیٰ وارفع ہوتے ہیں۔ اور تمام ایسے فعل جو انسان کو روشنی اور صداقت کے راستوں کی طرف لے جائیں امن و ہم آہنگی پیدا کرنے کا موجب ثابت ہوتے ہیں۔ نہ صرف یہ بلکہ کریزا کے عمل میں ان قوانین کی بدولت جو قوائے نہانی پر حاوی ہیں۔ اس سے بدرجہا اعلیٰ انفرادی نتائج پیدا ہوتے ہیں جیسے کہ معمولی جنسی تعلقات ہیں حاصل ہو سکتے ہیں۔
ایک عرصہ گذرتا ہے کہ لابولے Laboulle نے اس بات پر

زور دیا تھا کہ وہ جذبات روح کے اندر ایک ایسا اثر رکھتے ہیں جو قوت ارادی کے دائرہ اختیار سے باہر ہے۔ اور ممکن ہے کوئی ایسا عمل دریافت ہو سکے جس کی بدولت جذبہ ریشہ ذہنی کی صورت میں مبدل کیا جا سکے۔ انسانی عقل کا یہ آخری اور اعلیٰ ترین امکان ہے۔"

جس وقت لوگ خیال کی تولیدی قوت کو سمجھنے اور اپنے تعلقات زناشوی کو دانایانہ طریق پر اپنے قابو میں رکھنے لگیں گے اس وقت انہیں جذبہ کے خیال اور قوت ارادی سے اس کے تعلقات معلوم ہو جائیں گے۔ جو عورتیں یا مرد کریزا کے طریق پر عامل ہیں وہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ ملاپ کی حالت میں ان کی روحوں کے اندر قوت تولید پیدا ہو جاتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اندر ایک ایسی زوردار طاقت ہے جو معمولی قوت خیال سے ذہانت یا اثر میں بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ عظیم روحانی خیالات تولید اور ظہور کے خواہشمند ہیں۔ کیونکہ دنیا کو از سرنو پیدا کرنے والی قوت کی ضرورت ہے تمام انسانی بچوں کے کانوں تک یہ پیغامات پہنچا دو۔ انہیں لازم ہے کہ روحانی خاموشی میں رات کے وقت بحالت سکون مکاشفہ کے منتظر رہیں۔ ممکن ہے یہ مکاشفہ شاعری کی شیوہ بیانی یا مقرر کی فصاحت کی صورت اختیار کرے لیکن یہ امر بہرحال یقینی ہے کہ اگر روحوں کو قدرت کی ہم آہنگیوں کے مطابق بنایا جائے تو قانون ضرور پورا ہو کر رہے گا۔

یہ خاموشی محض آواز کی خاموشی نہیں ہوتی بلکہ ایسی جس میں خیالات تک بند ہو جاتے ہیں۔ آنکھیں نہیں دیکھتیں اور کان نہیں سنتے صرف سپرٹ سپرٹ کی آواز کو سنتا ہے۔ اس کی کیفیت ویسی ہی ہے جیسے ٹامی کی شفایابی کے وقت کوراڈین نے کہا تھا۔ "اس وقت ایک ایسی گہری خاموشی پیدا ہوئی جس میں خیالات بھی صاف اور بند ہو گئے۔ کیونکہ اس وقت نہ خیال کی ضرورت تھی نہ بولنے کی گنجائش صرف خاموشی ہی خاموشی تھی۔"

اس دلفریب خاموشی میں ہو افواہ بنی نوع انسان کے مسائل حل ہوتے ہیں ۔ سنگ تراش کی تصویر میں جان پڑتی ہے ۔ مصور کے خاکہ میں محبت اور ذہانت کی جھلک پیدا ہو جاتی ہے ۔ اور ہر شخص کی خواہشات روح کے اعلیٰ اور صادق ترین ظہورات کی طرف اٹھتی ہیں یعنی ایسے ظہورات کی طرف جن کی بدولت کل بنی نوع انسان کے تعلقات برادری تاہم ہوتے ہیں ۔

فصل دہم

روحانی ترقی

"میں خوب سمجھتا ہوں کہ تیری ذہانت میں وہ ملامی روشنی مشتعل ہے جو ایک بار نظر آجائے تو محبت پیدا کر دیتی ہے ۔"

(ڈینٹی)

جن دو روحوں کا حقیقی ملاپ ہو جائے وہ متفقہ طور پر ترقی کرتی ہیں ۔ یہی اس بے غرضانہ ملاپ کی سب سے بڑی اور مضبوط دلیل ہے زندگی کا اعلیٰ ترین مدعا روحانی ترقی اور اس میں حصول طاقت و قوت ہونا چاہیئے ۔ انسان کو لازم ہے وہ ایسے حالات اور عادات کا متلاشی رہے جن سے یہ بات پیدا ہو ۔

ملر صاحب فرماتے ہیں "دو زگاسنٹ Zuggassent کی دریافت (کریزا) کے ساتھ ہی یہ اعلیٰ صداقت منکشف ہوتی ہے کہ اس کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی بدولت اعلیٰ و ارفع روحانی ترقی ظہور میں آتی ہے "۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ روحانی ترقی کیا ہے ؟ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ مادیت کی نسبت روح کی فضیلت حق الیقین ہو جاوے۔ ایک طرح پر اس سے مراد باخبر اقتدار ہے اور دوسری طرح ہر انسان کے اندر جو خدائی عنصر موجود ہے جو زندگی کے تمام شعبوں میں اس کی رہبری اور رہنمائی کرتا ہے۔ یہ اس کا علم ہے۔

یہ صحیح ہے کہ کریزا کے عمل میں روحانی طور پر ترقی کا احساس ہوتا ہے۔ اس کا حصول اس طرح پر ہوتا ہے کہ دونوں میں ضبط و اقتدار کا مادہ بڑھتا ہے اور دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کی بھلائی خواہش لگی رہتی ہے اور اس تعلق کے بارہ میں اعلیٰ خواہشات دونو کے دلوں میں جاگزین رہتی ہیں۔ اگر ایک بار کوئی شخص کریزا کا عامل ہو جائے۔ تو وہ معمولی عادات کی طرف کبھی رُخ نہ کرے گا جن میں اکثر شہوات نفسانی اور خود غرضی کا غلبہ ہوتا ہے۔

ہر قسم کا روحانی تجربہ گویا انسان کی اعلیٰ فطرت کے علم میں اضافہ کرتا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حاضر ناظر روح سے اس کا تعلق نہ جدا ہونے والا ہے۔ ممکن ہے وہ یکایک باخبر ہو کر اپنے وجود کی اس عظیم صداقت سے مطلع ہو جائے اور اس کی بدولت اس کے اندر فوری تبدیلی ظہور میں آجائے یا یہ کہ اس کا احساس اس کے اندر آہستہ آہستہ بتدریج پیدا ہو۔

اس بات سے قطع نظر کر کے کہ انسان اس صداقت کو کب اور کیونکر محسوس کرتا ہے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس کے خمیر میں داخل ہے کہ زندگی کی حقیقی پائیدار چیزوں کا تعلق روح سے ہے۔ اور عارضی غیر پائیدار اشیا ہر حال میں مادی ہوتی ہیں۔ انسان اس علم کے مطابق اپنی زندگی پر حکومت کرنے لگتا ہے۔ اور گو وہ دنیا میں رہتا ہے تاہم اس سے اس کا تعلق نہیں ہوتا اور یہاں کی تمام باتیں اس کے لئے نئے معنی رکھتی ہیں۔

زندگی کے کسی شعبہ میں یہ جدید معنی اس قدر وضاحت سے محسوس نہیں کئے جاتے جس قدر کہ قوائے تولید میں۔ شوہر اور بیوی کی محبت آمیز رفاقت میں۔ روحانی اور طبعی اولاد کے استقرار اور تولید میں غرض ان کے تمام گہرے تعلقات میں ان کی زندگیاں قدرت کی ہم آہنگیوں کے مطابق بن جاتی ہیں اور ان کی ہستی کے اندر اس برہمانڈ کا خدائی اتحاد پیدا ہو جاتا ہے۔

مرد عورتیں دونوں ہی اس قوت تولید کو طاقت کی صورت میں لا سکتے ہیں۔ لفظ گویا روح کی تلوار ہے۔ یہ ایک ثابت شدہ قانون ہے کہ کسی خیال کے اعادہ سے ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جو اس خیال کا منشا ظاہر کر دیتی ہے۔ پس انسان کا فرض ہے کہ وہ بار بار کہتا رہے "میں خالق ہوں نہ صرف انسانی بچوں کا بلکہ خیالات تجارب اور وسائل کا۔ میں اپنی دلی محبت کو دنیاوی اغراض کے لئے وقف کرتا ہوں کوئی کام ایسا مشکل نہیں کہ جس پر میں دل نہ لگا سکوں نہ کوئی خدمت ایسی کڑی ہے۔ جس سے میں جی چراؤں۔ تمام بچے میرے ہیں۔ تمام اغراض میری ہیں۔ میں خوشی سے ان لوگوں کی خدمت کے لئے تیار ہوں جنہیں میری ضرورت ہے۔ میں ہی باپ اور میں ہی ماں ہوں۔ میں خوشی سے اپنے آپ کو دنیاوی خدمت کے لئے ارپن کرتا ہوں۔"

اعتقاد اور تکمیل کی اس دعا میں تولیدی اصول ہستی کو تسلیم کیا جاتا ہے اور آزادی کے ساتھ محبت کے کاموں میں ایک قسم کی تحریک پیدا ہوتی ہے۔

آج تک سب سے بڑا روحانی قانون جو دریافت ہو سکا ہے یہ اس کی ایک جھلک ہے۔ اختیار و اقتدار کے لئے یہ ذاتی تربیت کی کنجی ہے یہ گویا خود طاقت ہے۔ اس اصول کی بنیاد کسی قسم کی خود انکاری پر نہیں نہ زمانہ گذشتہ کی ریاضتی مذہبی تعلیم پر ہے۔ کیا مشرقی فیلسوف اور کیا مغرب کے ماہران مذاہب سبھی اس بات پر زور دیتے رہے ہیں

کہ انسان کو لازم ہے وہ خواہش اور جذبہ کو مار دے۔ چنانچہ نروان یا تقدیس میں خواہش اور ہوا و ہوس کا تیاگ لازم ہے۔ لیکن بخلاف ان باتوں کے زمانہ موجودہ کا فلسفہ ایک ایسے قانون اثبات کی توضیح کرتا ہے جس میں انسان طاقت کی بدولت ذاتی بالیدگی حاصل کرتا ہے اور جس میں تمام قواء اور خواہشات کو مقدس سمجھا گیا ہے۔

ہم جاندار روحانی وجود ہیں۔ اس دعویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہم باخبری کے ساتھ اپنے مقبوضات میں داخل ہوتے ہیں اور اس بات کو سمجھتے ہیں کہ ہمارے اندر روح سے تعلق رکھنے والے قوائے تولید موجود ہیں۔ اگر ان سے دور اندیشی کے ساتھ کام لیا جائے تو ہم جسمانی حالات پر حاوی ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ آخر کار یہ ہمارے مطابق بن کر ہماری خدمات کرنے لگتے ہیں۔ ہم ان تمام باتوں سے جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے اعلیٰ بن جاتے ہیں۔ ہم خودی کو تخت پر بٹھاتے ہیں جو دراصل سپرٹ ہے اور انسانی حد بندیوں اور غلط خیالات کے باعث چھپی ہوئی خدائی طاقت کو کسی قدر کام میں لانے لگتے ہیں۔ انسان دراصل جہالت بھٹکا ہوا ہے لیکن بالیدگی اور روحانی باخبری کے ذریعہ وہ اپنی طاقت سے باخبر ہو جاتا ہے۔

جس وقت طالب کے دل میں خدا، ہستی اور قانون یہ تینوں باتیں مترادف ہو جاتی ہیں۔ تو طبعی اور روحانی علوم مل کر اس کے روبرو مسائل ہستی کی توضیح کرنے لگتے ہیں۔

جن لوگوں کو قدرت کے بھید معلوم کرنے کا شوق ہے ان کے لئے تحقیقات کا کوئی میدان اس قدر وسیع نہیں جتنا کہ اصول شادی کا جہالت اور توہمات کی تاریکی میں ہاتھ پاؤں مارتے ہوئے انسان نے آج تک اس بارہ میں باب تحقیقات بند رکھے ہیں۔ اور انہیں وہ ناپاک قرار دیتا رہا ہے۔ لیکن آئندہ پاکیزگی اس دروازہ کی محافظ ہو گی۔ اور دانائی کا تقاضہ ہو گا کہ نوجوانوں کو ان کے تجربہ سے محروم نہ کیا جائے

جو صاحب علم ہیں اور دوسروں تک علم پہنچا سکتے ہیں۔ ہستی و قوت تولید کو کمینہ اور ناپاک خیال کرنے کے بجائے انسان اسے ستاروں کی طرح روشن اور دیرپا سمجھنے لگیگا اور وہ دونو اس کی رہبری میں روشنی۔ محبت اور ذہانت کا کام دیں گے۔

اسکن کا قول ہے کہ "اگر ہم خدا کے ہر ایک فعل میں حسن کا اندازہ کر سکیں تو ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ہم عالمگیر قانون کو صحیح طور پر معلوم کرنے لگ گئے ہیں"۔

تصدیقی خطوط

جب کوئی نیا اصول یا عمل زندگی لوگوں کے روبرو پیش کیا جائے تو لوگ اس بات کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ اس کے متعلق تصدیق پیش کی جائے۔ چونکہ کریزا نسبتاً ایک نئی چیز ہے اور اس پر عمل پیرا ہونے کے نتائج دور تک اثر پیدا کرنے والے ہوں گے اس لئے ناظرین کا یہ مطالبہ جائز ہے کہ ان اصول اور طریقوں کے متعلق جن کی تعلیم اس کتاب میں دی گئی ہے سمجھ دار اور غیر متعصب لوگوں کی تائیدی سندات پیش کی جائیں جنھوں نے اپنے تجربات کی کیفیت دوسروں کے فائدہ کے لئے بیان کی ہے۔

اگر اس طریقہ پر عمل کر کے جس کا ذکر ان صفحات میں کیا گیا ہے بعض لوگوں نے خوشی اور اطمینان حاصل کیا ہے تو یقیناً اور لوگ بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں کہ اس مطلب کے لئے ذاتی تربیت اور قوانین ہستی کی تحقیقات مطلوب ہے اس لئے اگر کسی شخص کے

دل میں کسی قسم کے شکوک پیدا ہوں یا اس کتاب کا مضمون واضح نظر نہ آئے یا کوئی صاحب اس قسم کی کتابیں پڑھنے کے شائق ہوں جن سے ان مطالب کی وضاحت میں مدد مل سکے تو راقمہ کتاب ہذا اس قسم کی امداد دینے کے لئے ہر وقت تیار ہے انسان کو لازم ہے کہ وہ ہر وقت معاملات کو صحیح طور پر سمجھنے اور صداقت کو ٹھیک طور پر عمل میں لانے کے درپے رہے۔

ایک نوجوان مشنری لیڈی کا خط

ذیل کی خط و کتابت دراصل رسالہ قوت تولید Creative Life میں شائع کی گئی تھی جو نوجوان عورتوں کے متعلق ایک کتاب ہے۔ اس جگہ اس کے اندراج سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس کتاب میں جو اصول پیش کئے گئے ہیں ان کی اس سے کہاں تک تصدیق ہوتی ہے۔ امید ہے کہ ناظرین اس خط و کتابت کو شوق سے پڑھیں گے اور نفع حاصل کریں گے۔

پیاری ڈاکٹر سٹاک ہالم

جب میں نے آپ کی عظیم کتاب ٹاکولوجی Tokology پڑھی اور آپ کی تصویر دیکھی۔ تو مجھے اپنی زندگی میں اول مرتبہ یہ بات محسوس ہوئی کہ مجھے ایک ایسا رفیق مل گیا ہے جس سے میں اپنی دلی باتوں کا اظہار کر سکتی ہوں اور جس سے مجھے حقیقی مدد حاصل ہونے کی امید ہے۔

چھوٹی ہی عمر میں مجھے ایک پوشیدہ خراب عادت پڑ گئی تھی۔ مجھے یاد نہیں کہ میں نے اسے کبھی سیکھا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں ابتدا ہی سے اس کی عادی ہوں اور ۱۸ سال کی عمر تک میں اسے معیوب بھی خیال نہیں کیا البتہ اس عمر میں میرے ضمیر نے مجھے بتانا شروع کیا کہ میں راستی پر نہیں ہوں۔ میں ایک پابند مذہب عیسائی عورت ہوں اور مجھے یہ بات محسوس ہونے لگ گئی تھی کہ کوئی پوشیدہ

خواہش خواہ اس سے کتنا بھی لطف حاصل ہوتا ہو مناسب نہیں سمجھی جا سکتی۔

اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے پڑھا کہ اس عادت کے نتائج نہایت خوفناک ہوتے ہیں۔ اس لئے میں نے اسے ترک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کیا کہ اپنی قوت ارادی سے اس عادت پر غالب آجاؤں مگر بالکل ناکام رہی۔ آخر مایوس اور ناکام ہو کر میں نے خدا سے مدد مانگی لیکن بہت مدت تک مجھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سورج کو اس کے راستہ سے ہٹا دینا سہل ہے مگر اس عادت کو ترک کر دینا مشکل ہے۔

۲۲ سال کی عمر میں گریجویٹ ہو کر میں ایک مشنری کی حیثیت میں چین کی طرف گئی۔ دو سال سے زیادہ عرصہ تک مجھے محسوس ہوتا رہا کہ خدا کی مدد کس قدر با اثر ہوتی ہے لیکن اکثر شرابیوں کی طرح میں نے سمجھنا شروع کر دیا کہ اب میں محفوظ ہوں اور میں جس قدر نگرانی اور دعا کیا کرتی تھی اس سے غافل ہو گئی جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ تحریص سے مغلوب ہو کر میں کئی بار اس فعل کی مرتکب ہوئی۔ یہ خواہش اب تک موجود ہے اور میں جو بات معلوم کرنا چاہتی ہوں وہ یہ ہے:۔

(۱) اس خواہش کو تلف کرنے کے لئے کس قسم کا علاج ٹھیک ہو گا۔

(۲) کیا مجھے شادی کا خیال دل میں لانا چاہیئے یا نہیں۔

(۳) زمانہ ماضی کا تعلقات شادی پر کیا اثر پڑیگا۔

امید نہیں کہ میری شادی ایک یا دو سال کے عرصہ تک ہو جس شخص سے میری شادی ہونے والی ہے وہ بھی مشنری ہے۔ میری صحت بہت اچھی ہے مگر حافظہ کمزور ہے میں کئی بار نہاتی اور پرہیز کی زندگی بسر کرتی ہوں۔ مہربانی سے مجھے .... پتہ پر اس بارہ میں ہدایات بھیجیں۔ اگر آپ نے میری کچھ مدد کی تو میں ہمیشہ آپ کی ممنون رہوں گی۔

آپ کی صادق ......

اس دلی اپیل کا جواب میں نے ان الفاظ میں بھیجا:-

میری پیاری مس سی ......

میں ممنون ہوں کہ آپ نے مجھ پر اس قدر اعتماد کیا ہے۔ آپ کو مدد حاصل کرنے کی اس قدر خواہش ہے تو میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ کی مدد حد امکان میں ہے۔ میری دانست میں اس صورت میں آپ کو اس قدر جد و جہد نہ کرنی پڑتی اگر آپ نے یہ بات سمجھ لی ہوتی کہ یہ جذبہ قوت تولید کی علامت یا نشانی ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قوت تولید کو اولاد پیدا کرنے ہی میں برتا جائے بلکہ اسے ہر قسم کے مفید کام میں برتا جا سکتا ہے۔ آپ کا تجربہ آپ کے من کے مطابق ہوگا۔ جس وقت آپ کے دل میں خواہش غالب آتی ہے تو یہ کہا کرو۔ "ہاں میں جانتی ہوں میں خالق ہوں۔ میں کیا کروں؟" ممکن ہے یہ کام تجاویز کی تیاری کے متعلق ہو۔ یا کسی دوسرے کی امداد کے متعلق یا اسکول کی تعلیم یا عمارت یا کسی اور اس قسم کے فعل کے متعلق جو آپ کی زندگی میں پیش آ سکتا ہے۔ اس کا جواب آپ کو اپنی طرف سے جلد دینا چاہیئے اسی وقت اپنی تجاویز سوچو اور انہیں پیدا کرو پھر آپ دیکھیں گی کہ وہ جسے آپ تحریص کہتی ہیں۔ دور ہو جائے گی۔ یہ ایک قسم کا خدائی تقاضا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ ہمارا ان احساسات کو رذیل سمجھنا غلطی پر مبنی ہے؟ اس خیال کو اپنے من سے نکال دو۔

علاج زیادہ تر یہی ہو سکتا ہے کہ قانون کی پیروی کی جائے اپنی قوت تولید کو اچھے اور اگر ضرورت پیش آئے تو بہت بڑے کاموں میں برتو۔ آپ کا نیک کاموں میں انہماک بہت اچھا ہے اب خصوصیت سے اپنی قوت تولید کا انہماک عمل میں لائیے۔ خواہش کی ہر ایک علامت کو ایک خدائی آوازہ سمجھنا چاہیئے۔ جس میں گویا آپ کو کسی نئے کام یا کسی چیز کو پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ اب آپ کا فرض ہے کہ اپنا من لڑا کر معلوم کرو وہ کیا چیز ہے۔

یہ مطالبہ آپ کے بدن کی طرف سے نہیں بلکہ آتما کی طرف سے ہے اور اس کی اطاعت گذاری ہی اس کا علاج ہے۔
بار بار یہ فقرہ کہا کیجئے :۔"میں خالق ہوں۔ کیا پیدا کروں ؟" اس سوال کا جواب سننے کی کوشش کیجئے۔ ضرور خدا جواب دے گا۔
آپ کی صادق اے بی۔ ایس

مجھے کسی خط سے اس قدر خوشی کبھی حاصل نہیں ہوئی جتنی اس کا جواب موصول کرکے ہوئی اس خیال سے کہ اس خط کا مطالعہ بہتوں کے لئے معاون و مددگار ثابت ہوگا میں اسے راقمہ کی اجازت سے اس جگہ درج کرتی ہوں۔

پیاری ڈاکٹر۔
آپ کا خط کئی ہفتے گذرے جب موصول ہوا تھا۔ میں ان دنوں دورہ پر تھی اور مشنری جلسوں میں تقریریں کر رہی تھی۔
آپ نے جو کچھ میری خاطر کیا ہے اس کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے الفاظ کی اس قدر قلت نظر آتی ہے کہ یاد نہیں پہلے بھی کبھی ایسا ہوا ہو۔
مجھے مدت سے اس بات کا خیال تھا کہ کسی عیسائی طبیب کا کام ایسا اعلیٰ ہوتا ہے کہ اسے صرف کسی عیسائی پادری یا مشنری کے کام سے دوسرے درجہ پر سمجھا جا سکتا ہے۔ لیکن جب سے مجھے آپ کا خط ملا ہے میں اس سوچ میں ہوں کہ عیسائی طبیب کا کام عیسائی پادری سے بھی افضل قرار دیئے جانے کے لائق ہے۔ لیکن شاید آپ کی خاص حالت میں یہ محسوس کرنا زیادہ صحیح ہوگا کہ دونوں باتیں آپ کی ذات واحد میں موجود ہیں۔ کیونکہ آپ سے بڑھ کر روحانی تلقین کون کر سکتا یا ایسی اہم روحانی صداقت کی تعلیم کون دے سکتا ہے ؟
جب میں نے علاج کے متعلق آپ کے خط کے آخری حصہ کو بار بار پڑھا اور اس کے اصلی معنی سمجھنے لگی تو اس وقت مجھے اپنی حالت ویسی

ہی محسوس ہو رہی تھی جیسے اپنی زندگی کے بعض دیگر اہم موقعوں پر محسوس ہوئی ہے۔ یعنی اس وقت جب کوئی نئی روحانی صداقت مجھ پر منکشف ہوئی ہے۔ اور میں عیسوی زندگی میں آگے بڑھی ہوں۔ میرے دل میں آپ کے متعلق جو احساس تھا وہ تعریف یا شکرگذاری سے بھی زیادہ تھا۔ آپ نے زندگی بھر کے لئے میرا بھلا کر دیا اور کون کہہ سکتا ہے کہ آپ کی بدولت آیندہ نسلوں کا کتنا زیادہ بھلا ہوگا +

آپ نے مجھ سے جو رقم چارج کی ہے اگر میں اس سے پچگنی رقم بھی بھیجدوں تو آپ کی عنایات کے بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتی۔ آپ کی بدولت مجھے جو علم حاصل ہوا ہے میں اسے خدائی عطیہ سمجھتی ہوں جس نے اس کام میں آپ کو اپنا وسیلہ بنالیا میں محسوس کرتی ہوں کہ اس حالت میں میری ذمہ واری بڑھ گئی ہے اور آپ کو اپنی خدمات کا اجر اسی سے ملیگا۔

اب چونکہ سب معاملہ ٹھیک ٹھاک ہوگیا اس لئے میں وطن میں ماہ اگست میں شادی کر کے چین کو واپس چلی جاؤں گی۔ ممکن ہے میں راستہ میں شکاگو ہو کر گذروں اگر ایسا ہُوا تو آپ کی ملاقات کا شرف میرے لئے بے حد طمانیت کا موجب ہوگا۔ اور آپنے میری خاطر جو کچھ کیا ہے میں اس کا شکریہ خود اپنی زبان سے ادا کرسکوں گی۔

(آپ کی صادق سی)

ذیل کا خط میرے ایک ذاتی دوست کی طرف سے ہے جو علم بابعد الطبیعات کا ایک فاضل معلم ہے:۔

ڈاکٹر صاحبہ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے کریزا کا مسودہ پڑھنے کا موقعہ دیا۔ خدا آپ کو برکت دے۔ میں سمجھتا ہوں جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔ میرے اپنے ذاتی تجربہ نے اس بارہ میں میرا اطمینان کر دیا ہے۔ میرے لئے یہ تجربہ نہایت مقدس ہے لیکن اگر اسکی بدولت مرد و عورت کے دلوں سے حیوانیت کا پردہ (یا زنجیر) دُور

ہو جائے اور اس طرح پر ان کے لئے روحانی امکانات کا باب کھل جائے تو میرے نزدیک آپ کا اسے استعمال کرنا کسی طرح قابل اعتراض نہیں
میں اور میری بیوی کئی ماہ تک اس مسئلہ پر غور کرتے رہے اور جو نتائج اس طرح پر حاصل ہو سکتے ہیں ان پر بھی ہم نے غور کی۔ چونکہ ہمیں ایک دوسرے سے گہری محبت ہے اور ہم اپنے دل میں بنی نوع انسان کی محبت اور بھلائی کا احساس رکھتے ہیں اس لئے ہم نے سوچا کہ کسی اصول کو غیر ثابت نہ چھوڑا جائے۔
ہم میں سے دونو نے علم وجود کا گہرا مطالعہ کیا تھا اس لئے ہم قوت خیال کو بخوبی سمجھتے اور جانتے تھے کہ زندگی کے سادہ ترین فعل کی سرانجام دہی کے لئے بھی لازم ہے کہ پہلے من رضامند ہو۔ ہمارا اصول یہ تھا کہ مرد اور عورت ایک دوسرے کے مقابل اور ایک دوسرے کا عکس ہیں جیسا کہ ٹینی سن نے نہایت پر لطف پیرایہ میں بیان کیا ہے:۔

"عورت غیر ترقی یافتہ مرد نہیں ہے بلکہ اس سے مختلف ہے۔ وہ دونو ایک دوسرے سے مشابہ نہیں بلکہ اختلاف میں مشابہت رکھتے ہیں۔ باوجود اس کے عرصہ دراز گذرنے پر ان کا ایک دوسرے سے مشابہ ہو جانا قرین قیاس ہے اس طرح پر کہ مرد میں عورت اور عورت میں مرد کی صفات پیدا ہو جائیں مرد میں شیرینی اور اخلاقی رفعت پیدا ہو اور عورت میں ذہنی وسعت یہاں تک کہ عورت کا مرد سے ویسا ہی تعلق ہو جائے جو مکمل موسیقی کا اعلےٰ قسم کے الفاظ سے ہوتا ہے ان میں سے ہر ایک خود اپنا اور دوسرے کا احترام کرتا ہو اور باوجود انفرادی امتیاز رکھنے کے ایک دوسرے سے اسی طرح مشابہ ہوں جیسے وہ لوگ جو محبت کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں انسان کو جو باغ عدن حاصل ہو سکتا ہے وہ اور بھی شاندار ہوگا

جس میں دنیا پر امن و پاکیزگی کا راج ہوگا اور نسل انسانی کی اعلیٰ ترین قسم پیدا ہوگی۔ خدا کرے یہ باتیں ظہور میں آ سکیں"

ہمارا خیال تھا کہ ایسی حالت میں مرد عورت کو اور عورت مرد کو خوب اچھی طرح چاہ سکتی ہے۔ اس مدعا کو پورا کرنے کے لئے لازم ہے کہ وہ طبقۂ روحانی پر اپنی درستی کر لیں تا کہ مرد فطرت میں زنانہ خواص زیادہ رکھتا ہو اور عورت مردانہ اور باوجود اس کے وہ اپنی شخصیت کا راز برقرار رکھیں۔۔۔۔۔۔۔

اس تجربہ کو مکمل کرنے کے لئے ہم نے کئی مرتبہ دوران مجامعت میں طبعی حالت کو قابو میں رکھا اور کسی بھی حالت میں اپنے آپ کو ضائع نہ ہونے دیا۔

اس کا نتیجہ ہم نے یہ محسوس کیا کہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی طبعی طور پر کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی نہ بے چینی تھی نہ اضطراب اور نہ نامکمل خواہشات بخلاف ازیں اس سے پورے طور پر تسکین ہو جاتی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ کامل سکون حاصل ہوتا تھا اور گہری نیند آ جاتی تھی۔ ہمارے لئے وہ ہر ایک موقعہ تقدیس کا درجہ رکھتا تھا۔

لیکن مجھے اس بات کا یقین ہے کہ یہ تعلق خاص اس صورت میں اطمینان بخش نہ ہوتا اگر ہم بدن پر من کی قوت حاوی نہ رکھتے۔ ہم ہر موقعہ کے لئے مستحکم اور تیار رہتے تھے۔ ہم اپنا من لگا کر روحانی حصول کے متوقع ہوتے تھے۔ نتیجہ پورے طور پر کامیاب ثابت ہوتا تھا۔ اس سے پہلے ہم نے عرصہ دوران کا باہم طور پر فیصلہ کر لیا تھا یعنی یہ کہ کامل ملاپ ۳۰ منٹ سے زیادہ عرصہ کے لئے نہ ہو نیز یہ کہ ایک کے دل میں کوئی اس قسم کی خواہش نہ ہونی چاہیئے جسے پورا کرنے کے لئے دوسرا تیار نہ ہو۔ جب راحت بخش امن کی حالت میں پہلو بہ پہلو اس تعلق کو قائم کیا گیا تو یقین مانیئے کہ مجھے ایسا سکون اور مکمل اطمینان حاصل ہوا کہ ذہن انسانی اسے اپنے قیاس میں نہیں لا سکتا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میں اوپر اوپر اٹھ رہا ہوں۔ میں گویا

روحانی طبقات کی طرف جا رہا تھا۔ روحوں کو دیکھنے کے لئے نہیں بلکہ روحانی امکانات دیکھنے کے لئے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر انسان قوت تولید کو اچھی طرح مصرف میں لائے تو قدرت نے جو باتیں اس کے لئے محفوظ رکھی ہوئی ہیں وہ کبھی اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتیں۔

جو لوگ حصول صداقت کے شوق میں میرا نام دریافت کرنا چاہیں آپ انہیں بتا سکتی ہیں۔ باقیوں کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ

شکاگو

آپ کا صادق

سگما

۸۔ فروری ۱۸۹۶ء

رسالہ Mail Continence (مردانہ ضبط) میں جو اب چھپنا بند ہو چکا ہے مصنف نے بچے کے حقوق کی تائید نہایت فصیح اور دلچسپ پیرایہ میں پیش کرنے کے بعد لکھا ہے کہ "اس دریافت کا موجب یا یوں کہنا چاہیئے کہ اس دریافت کی مجبوری ایک نہایت ناگوار تجربہ کی بدولت پیش آئی تھی۔ ۶ سال کے عرصہ میں میری بیوی کو پانچ مرتبہ وضع حمل کی تکالیف برداشت کرنی پڑیں۔ جن میں چار بار بچہ قبل از وقت پیدا ہوا۔ صرف ایک بچہ زندہ رہا۔ اس واقعہ نے میری توجہ اس مضمون کی طرف کھینچی اور میں اس پر مدتوں غور کرتا رہا۔ آخری مرتبہ مایوس ہو کر میں نے اپنی بیوی سے عہد کر لیا کہ میں پھر تمہیں کبھی اس قسم کی بے سود تکلیف نہ ہونے دوں گا۔ میں نے اس سے الگ رہنے کا مصمم ارادہ کر لیا تا کہ جس طرح بن پڑے اس عہد کو نہ توڑا جائے۔ اس وقت میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اعضائے مباشرت کا ایک خاص مجلسی فعل ہے جو اولاد پیدا کرنے کے فعل سے بالکل جداگانہ ہے۔ اس خیال کو پیش نظر رکھ کر میں نے تجربہ کیا اور اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ اس مطلب کے لئے جس قدر خود ضبطی کی ضرورت ہے وہ چنداں مشکل نہیں مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس طریق پر میرے حظ میں اضافہ ہو گیا۔ میری بیوی کو بھی ہر طرح اطمینان حاصل ہوا یہاں تک کہ اس قسم کا اطمینان پہلے اسے کبھی حاصل ہی نہ ہوا تھا۔ بہتر یہ کہ اس طرح پہ ہم بے اختیاری کی حالت

میں استقرار حمل کے خوف سے بچ گئے۔ ہمارے لئے یہ ایک بہت بڑا اطمینان تھا۔ اور اس سے گھر بھر میں خوشی پیدا ہو گئی۔ میں نے اس دریافت کا ذکر ایک دوست سے کیا اس کا اپنا اور اس کی بیوی کا تجربہ بھی ویسا ہی تھا۔ اس سے جو نتیجہ نکلا وہ یہ ہے کہ معمولی حالات میں مرد اس امر کے مختار ہیں کہ دوران مجامعت میں وہ اس کے اختیاری مراحل میں کسی موقعہ پر رک جائیں۔ اور اس طرح پر اسے محض ایک ملاپ کی صورت میں رہنے دیں یا اس کے بے اختیاری کے درجہ تک پہنچ کر اسے استقرار حمل کی صورت اختیار کرنے کا موقعہ دیں۔

اس حالت کا مقابلہ کسی ندی کی تین حالتوں سے کیا جاسکتا ہے:۔

(۱) وہ جگہ جہاں ندی آبشار کی صورت میں گرتی ہے۔

(۲) وہ تیز رو جو اس آبشار کے اوپر ہوتی ہے۔ اور

(۳) اس تیز رو سے بھی اوپر ساکن پانی۔

ہوشیار ملاح اس بات کا مختار ہوتا ہے کہ آیا وہ ساکن پانی ہی میں ہی رہنے پر اکتفا کرے یا کم و بیش تیز رو کے حلقہ میں داخل ہو جائے یا یہ کہ اپنی کشتی کو آبشار پر سے نیچے گر جانے دے۔ اس آبشار کے کنارہ پر بھی ایک خاص مقام ایسا ہوتا ہے جہاں پہنچ کر ملاح بے بس ہو جاتا ہے اور چاہے وہ کشتی کو روکنے کی کتنی بھی کوشش کرے وہ اس سے بے قابو ہو جاتی ہے۔ اس سے اوپر ایک اور مقام بھی ہوتا ہے جہاں ملاح کو رو کا مقابلہ اس طرح کرنا پڑتا ہے کہ چاہے وہ کشتی کو گرنے سے بچالے تاہم اس کے پٹھوں کا بخوبی امتحان ہو جائیگا۔ پس اگر وہ اس بارہ میں واقفیت حاصل کرنا چاہتا ہو تو تجربہ اسے سکھا دے گا کہ اگر کوئی بات اس قسم کی نہیں ہے جو اس کے آبشار پر سے گرنے کی قیمت کو پورا کرنے والی سمجھی جاسکتی ہے۔ تو دانائی اس امر کی متقاضی ہے کہ اپنی کشتی کو انہی پانیوں میں کھینا رہے جہاں وہ اسے پورے طور پر اپنے قابو میں رکھ سکتا ہے۔

بس یہی وہ سارا مسئلہ ہے جسے ہم پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اس مسئلہ کی رو سے مباشرت کو گویا دو قسم کا جداگانہ فعل تصور کیا گیا ہے ایک مجلسی اور دوسرا تولیدی۔ ان دونوں باتوں کو ایک دوسرے سے الگ کیا جاسکتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارا مسئلہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ نہ صرف عاقبت بینی اور دور اندیشی بلکہ نزدیکی لذات کا یہ تقاضا ہے کہ مرد سوائے اس حالت کے کہ جب وہ اولاد پیدا کرنے کا قصد رکھتا ہو صرف سوشل یا مجلسی فعل پر اکتفا کرے۔

اس عمل کی خاص خاص خوبیاں حسب ذیل ہیں:۔

(۱) اس میں مرد و عورت کی مباشرت کو روکنے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ اس چیز کو روکنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو ایسے تعلقات کا خاتمہ کرنے والی ہوتی ہے۔

(۲) اس میں فعل استقرار حمل کے قدرتی اثرات کی مدافعت مطلوب نہیں بلکہ اس خاص فعل ہی کو اس وقت تک روکنا درکار ہے جب تک کہ اس کے بار ور ہونے کا دلی عندیہ نہ ہو۔

(۳) اس طریق کا منشا یہ نہیں کہ فعل تناسل کے زندہ نتائج (جنین یا بچہ) کو تلف کر دیا جائے بلکہ اس کا مدعا یہ ہے کہ استقرار اور وضع حمل اختیاری ہو اور یہ افعال صرف اسی وقت کئے جائیں جب ان کی خواہش ہو۔

اس عمل کے سیدھے فوائد اگر بیان کئے جاویں۔ تو ہمارے مسئلہ کا خاص مدعا یہ ہے کہ اس اخلاقی ضبط کی طاقت کو کام میں لایا جائے جو بالخصوص۔ فرقہ شیکر کے لوگوں اور سارے سمجھ دار آدمیوں نے کسی نہ کسی طرح اولاد کی زیادتی کو روکنے کے لئے برتی ہے۔ ان کے اور ہمارے مسئلہ میں خاص فرق اور اختلاف یہ ہے کہ وہ مباشرت ہی کو روکنا چاہتے ہیں اور ہم اسے ایک نئی صورت دینے کی کوشش کرتے ہیں یعنی یہ کہ مرد و عورت کے ملاپ کے بعد اس انتہائی حالت کو پہنچنے سے پہلے جو استقرار حمل کا موجب بنتی ہے ضبط سے کام لیا جائے جس کا خاص فایدہ یہ ہے کہ

صحبت کی نہائیت ضروری آزادی کی اجازت تو ہے۔ مگر نہ تو بلا خواہش اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ تمام بے شمار خرابیاں ظہور میں آتی ہیں جو مردوں کے ضبط سے کام نہ لینے کا لازم نتیجہ ہوتی ہیں۔

اس طریقہ پر جو اعتراض وارد کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ خلاف فطرت ہے اور اس کی نظیر دوسرے حیوانات میں نہیں پائی جاتی۔ میں اس کا یہ جواب دیتی ہوں کہ کھانا پکانا۔ کپڑے پہننا۔ مکانات میں رہنا اور قریب قریب اور سبھی باتیں جو مہذب انسان کرتا ہے وہ خلاف فطرت ہیں۔ بلکہ اگر ہم حیوانات ہی کی ہر معاملہ میں تقلید کرنے لگیں تو ہم پر لازم آتا ہے کہ ان کی طرح چوپایہ ہو کر چلیں۔ لیکن اگر بخلاف ازیں بہترین معنوں میں یہ امر قدرتی ہے (جیسا کہ میرا خیال ہے) کہ سمجھ دار انسان حیوانات کی مثالوں کو ترک کر کے قدرت کے ہر پہلو میں اختراع و ایجاد کے ذریعہ صیقل کریں تو اس صورت میں بحث کا رُخ بالکل پلٹ جاتا ہے اور ہمیں اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ جب تک لوگ اپنے تعلقات معاشرت میں ضبط و اخلاق سے کام لے کر ان کو رفعت کے درجہ تک نہ پہنچائیں تو یقیناً وہ خلاف فطرت ذلالت کی حالت میں زندگی بسر کرتے سمجھے جا سکتے ہیں۔

لیکن میں اس اعتراض پر اور بھی قریبی بحث کرنا چاہتی ہوں۔ اصل اعتراض یہ ہے کہ یہ ایک قدرتی فعل کو روکنے کا مشکل طریقہ ہے لیکن سچ پوچھو تو ضبط و ایثار کا ہر فعل کسی نہ کسی قدرتی فعل میں ایک قسم کی رکاوٹ کا درجہ رکھتا ہے۔ جو شخص نیکی کے اصول کو مد نظر رکھ کر صرف کسی خوبصورت عورت کو ایک نظر دیکھ لینے پر اکتفا کرتا ہے وہ اس رکاوٹ سے باخبر ہوتا ہے۔ جو عاشق ایک بوسہ ہی لے کر رہ جاتا ہے۔ وہ بھی ایک قدرتی جذبہ کو آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ سچ پوچھو تو سود با ندواقفیت کے وقت سے لے کر آخری کامل وصال کی حد تک محبت کے تمام راستے بے حد ڈھلوان ہیں تو کیا انسان کو لازم ہے کہ وہ اس قدرتی ڈھلوان گھاٹی پر لڑھکتا چلا جائے اور کہیں نہ رکے۔ وحشی جاندار کیا انسان اور کیا حیوان

اس قسم کی رکاوٹ کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن کیا اس سے یہ واجب
آتا ہے کہ سبھی لوگ ان کی اس ادنیٰ مثال کی تقلید کریں ؟ ہرگز نہیں! انسان
کی شان انسانیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے اوپر قابو رکھے اور اس قادر مطلق کا
حکم ہے کہ انسان تمام باتوں میں خود ضبطی سے کام لیتا رہے۔ عرصہ کورٹ
شپ کی دلفریب راحتوں میں کسی عاشق کے لئے ضابطہ شادی کا احترام اور
پاس رکھنا شرافت پر مبنی ہے لیکن یہ اس سے بھی بڑھ کر خوشگوار اور شریفانہ
عمل ہے کہ ایک شادی شدہ عاشق بدامی تعلقات مباشرت میں قوانین صحت
واستقرار حمل کو نگاہ رکھے۔ جو اخلاقی تربیت اب شادی سے پہلے کے زمانہ
کو شاندار بناتی ہے آئندہ بھی شادی کے بعد کے عرصہ کو بھی ضرور خوشنما
بنانے لگے گی۔

استقرار حمل کو ضبط کرنے کا طریقہ جو اس طریق پر عمل میں لایا جاتا ہے
قدرتی۔ با اثر اور مفید صحت ہے۔

ظاہر ہے کہ بیج کو بے فائدہ ضایع کرنا قدرتی نہیں ہے۔ خدا کا ہرگز
منشا نہیں ہو سکتا کہ لوگ راستہ چلنے زمین پر تخم ریزی کر دیں جہاں اس
کے اُگنے کی امید ہی نہیں۔ نہ اس کا یہ منشا ہو سکتا ہے وہ اسی زمین میں
دوبارہ تخم ریزی کریں۔ جہاں آگے ہی تخم بویا جا چکا اور اُگ رہا ہے۔
باوجود اس کے ہم دیکھتے ہیں کہ عام تعلقات زناشوی میں مردوں کا طریق
عمل یہی ہے۔ وہ ان مقامات میں تخم ریزی کرتے ہیں جہاں وہ اس تخم کو
بارآور ہوتے دیکھنا نہیں چاہتے۔ یہ گویا زندگی کو ضایع کرنا ہے اور اس صورت
میں اسے قدرتی فعل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ باوجود اس کے کیا یہ امر ظاہر
نہیں ہے کہ ہماری فطرت مرد و عورت کے ملاپ کی خواہشمند ہے صرف
اولاد پیدا کرنے کے لئے نہیں بلکہ سوشل اور روحانی اغراض کے لئے سچ
پوچھو تو استقرار حمل کا فعل ان جائز موقعوں کے لئے محفوظ رکھنا چاہیئے جب
اس بارہ میں دلی منشا ہو۔ یہ خیال کہ محض اس قسم کی مباشرت جسے اس جگہ
بار بار سوشل (مجلس) کے لفظ سے یاد کیا گیا ہے ناممکن یا مشکل ہے اور اس

لئے اسے قدرتی قرار نہیں دیا جا سکتا مختلف لوگوں کے تجربات کے ذریعہ رد ہوتا ہے۔ اگر انسان جلق کا عادی ہو جائے تو اس کے لئے اس سے باز رہنا بھی ناممکن یا مشکل ہو جاتا ہے۔ باوجود اس کے کون کہہ سکتا ہے کہ اس قسم کی حرکت فطرتی یا خلقی ہے؟ اسی طرح ممکن ہے گری ہوئی طبیعت کے لوگوں کو اس قسم کی مباشرت جس میں استقرار حمل کو دخل نہ ہونا قابل عمل نظر آئے تاہم جن لوگوں نے اچھی طرح پاکیزگی کا اصول ذہن نشین کیا ہے ان کو یہ قدرتی اور بالکل آسان معلوم ہوتی ہے۔ ہمارا طریقہ محض اس بات پر زور دیتا ہے کہ طبعی معاملات کو روحانی معاملات کے تحت میں رکھا جائے اور اس میں لوگوں کو اس بات کی تلقین کی گئی ہے کہ وہ مباشرتی تعلقات کے رفیع روحانی حظوظ حاصل کریں۔ یہ کام کسی شہوت پرست آدمی کو چاہے کتنا بھی مشکل معلوم ہو تاہم کسی روحانی آدمی کے لئے بالکل قدرتی اور آسان ہے۔

اس کی سب سے قابل ذکر خوبی تو یہ ہے کہ عورت بے اختیار اور بلا خواہش اولاد پیدا کرنے سے محفوظ رہتی ہے اور دوسرے یہ کہ مرد کے اندر اس کی طاقت کا ذخیرہ قائم رہتا ہے۔

مباشرت کا وہ طریقہ اختیار کرنا جس میں مرد عورت دونوں سکون و اطمینان سے حصہ لیں اور اعضائے مخصوص کے فعل کو اس دائرہ کے اندر محدود رکھنا کہ آخری نتیجہ کی نوبت نہ آنے پائے بڑی آسانی سے حاصل ہو سکتا ہے اور اس کے بعد بلا ارادہ استقرار حمل کا اندیشہ باقی نہیں رہتا۔

ہمارے قائم کردہ اس اصول کی بدولت جس میں محض محبت کے فعل کو اولاد پیدا کرنے کے فعل سے جدا رکھا گیا ہے نہ صرف بے اختیار اور بلا خواہش اولاد پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کی بدولت علمی اصول پر اولاد پیدا کرنے کا راستہ کھلتا ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اگر تولید کو صحیح اصول پر قائم رکھا جائے اور اسے جائز حدود سے نکلنے نہ دیا جائے تو وہ ایک قسم کی برکت ہے بحالات موجودہ بہت سے بچے والدین کی مرضی کے خلاف پیدا ہوتے

ہیں اور ۹ ماہ تک ماں کے رحم میں وہ اس طرح پڑے رہتے ہیں۔ کہ ماں کے منہ یا کم از کم دل سے ان کے متعلق ضرور بددعا نکلتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے بچوں کا جسم کیونکر درست تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ ہم بے حد اور جبریہ تناسل کے خلاف ہیں جو بحالات موجودہ عالمگیر ہے ہم اتفاقیہ طور پر استقرار حمل کے خلاف ہیں جو موجودہ رواجات شادی کا لازمی نتیجہ ہے۔ البتہ ہم اس بات کے حق میں ہیں کہ انسان با سمجھ طریق پر اچھی طرح اولاد پیدا کرے۔

ہمیں اس بات کا یقین ہے ایک وقت آئے گا جب بے اختیاری کی حالت میں اتفاقیہ طور پر حمل کا قائم ہو جانا رک جائے گا اور جب انسانی تولید کے معاملہ میں بھی علمی اصول سے ویسے ہی کام لیا جانے لگے گا جیسے دوسرے حیوانات کے متعلق لیا جاتا ہے۔ بہ ایں نوع ہمیں یقین ہے نیک دل اور فیاض منش لوگ بہت جلد اس اصول کے حامی بن جائیں گے۔ کہ عورتیں صرف اسی وقت بچہ جنیں جب وہ اس بات کی خواہش مند ہوں۔ اولاد کا بار سب سے زیادہ انہی پر ہے سو اولاد کی پیدائش کے وقت اور حالات کے معاملہ میں انہی کی رائے فائق ہونی چاہیئے۔

جارج این۔ ملر کی کتاب Strike of a Sex (عورتوں کی ہڑتال) ہزارہا لوگوں نے پڑھی ہے۔

اس کا بیان ہے کہ وہ چھوٹے بچوں کے معلموں کو زگا سنٹ[۱] کی دریافت کسی پیغمبر کی آواز معلوم ہوتی ہے۔ اس کا تعلق اس لاکھوں مخلوق کی راحت سے ہے جس نے ابھی عالم وجود میں آنا ہے اگر روشن خیال اور پاک باطن معلم نوجوانوں کو اس قسم کی تعلیم دیں تو انہیں کبھی کسی قسم کے ایثار کا احساس ہی نہ ہو گا۔ بخلاف ازیں وہ اس طریقہ کو قابل ترجیح سمجھنے لگیں گے جس کا ثبوت کہ حاصل ہو چکا ہے اور دانایانہ طریق پر قوت کا جو اجتماع ظہور میں آئے گا اس کے باعث روئے زمین

[۱] زگا سنٹ کی دریافت سے مراد بھی ضبط و اقتدار کا وہی طریقہ ہے جو کریزا میں برتا جاتا ہے۔

پر بہت جلد ایک نئی اور قوی نسل نظر آنے لگے گی۔
جو لوگ معاشرتی مضامین کے متعلق موجودہ عقاید میں بہت بڑی اصلاح کے خواہشمند ہیں اُنہیں لازم ہے کہ وہ جس قسم کی ترقی دیکھنا چاہتے ہیں اس کی تعلیم چھوٹے بچوں کو دینی شروع کریں۔
بچوں کو اس امر کی تعلیم دینی چاہیئے کہ قدرت کا ہرگز یہ منشا نہ تھا کہ انسان کے دل میں اس کی خالص حیوانی خواہشات اور جذبات کا غرہ ہوا اور یہ کہ نسلی ترقی کا دارومدار انسانی برادری کے متعلق وسیع ترین خیال کی نسبت نوعی اصلاح کے لئے خواہش نفسانی پر کامل اقتدار رکھنے پر ہے۔
اُنہیں اس امر کی تلقین ہونی چاہیئے کہ اظہار محبت کے اعضا اعضائے تناسل سے بالکل جُدا گانہ ہیں اور آخر الذکر کو سوائے فطرتی اغراض کے کسی اور مطلب کے لئے کام میں لانا غیر متعلقہ فعل ہے۔ نیز یہ کہ اول الذکر کا مناسب استعمال فعل مباشرت کو ایک ایسے ذہنی درجہ تک پہنچا دیتا ہے۔ جہاں اس کے اندر اس قسم کی وحشت اور ذلالت باقی نہیں رہتی جو عام طور پر اس کا خاصہ پائی جاتی ہے۔ بلکہ رُوحانی ترقی کے بارہ میں جو انسان کا فرض معینہ ہے دوسرا قدم ثابت ہوتی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ اگر سب لوگوں میں اس بارہ میں صحیح رائے پیدا ہو جائے اور نیکدل اُستاد چھوٹے بچوں کو تعلیم دیں کہ ان کی اپنی صحت و خوشی اور اس کے علاوہ ان کی اولاد کی صحت و خوشی کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ اعتدال کے اس اصول پر کاربند ہوں۔ تو بہت سی اس قسم کی شادیاں خوشی و خورمی کے ساتھ ظہور میں آئیں جو اب یا تو خرچ کے خوف اور بچوں کی تکلیف کے باعث دل شکنی کے ساتھ ملتوی کر دی جاتی ہیں۔ یا مایوس ہو کر ان کا خیال ہی چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس طریق کو نگاہ رکھا جائے تو حد درجہ محو کر دینے والی انسانی خوشی میں بھی دُوسرے کی بہتری اور خوشی مدنظر رہتی ہے اور اس طرح پر اس میں خدائی صفت

پیدا ہوتی ہے۔ اس کی بدولت جنسی تعلقات خالص نفسانی طبقہ سے جو موت کی طرف لے جانے والا ہے۔ ہٹ کر راحت بخش سوشل اور مذہبی طبقہ کی طرف پہنچتے ہیں۔ جو زندگی کی طرف لے جاتا ہے۔ جو لوگ اسے حقیقتاً سمجھ سکتے ہیں وہ پاکیزگی اور صفائے قلبی کے ایک ایسے درجہ میں رہتے ہیں۔ جو راہبہ عورتوں کے احساس سے بھی زیادہ خوشگوار اور حقیقی ہے۔

زمانہ موجودہ میں ان نیک دل لوگوں کے اندر جن کا عقیدہ ہے کہ تعلقات زناشوئی مقدس اور پاک اور شاندار ہیں۔ اس بات کی بے حد مانگ ہے کہ کوئی ایسا نیک و پاک طریقہ دریافت کیا جائے جس کی بدولت وہ اپنی اولاد کی تعداد کو محدود اور اس بیماری کو روک سکیں جو بار بار بچے جننے رہنے سے پیدا ہونی لازمی ہے۔ ضمیر پرست اور خدا ترس لوگ قدرتی طور پر ان طریقوں سے خائف ہیں جن کو مذہب یا عافیت کی پرواہ نہ کرنے والے لوگ کام میں لاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایسے طریقے نہ تو مبنی بر انصاف ہیں اور نہ ان کے اثرات سے ویسے شاندار ہیں کہ ان سے تقدیس پیدا ہو۔ سوال پیدا ہوتا ہے کیا یہ سب لوگ ہمیشہ کے لئے غلط راستہ پر چل کر مصیبت اور اتفاقات کا شکار ہوتے رہیں گے۔ کیا مذہب کے عظیم وسائل کوئی ایسا طریقہ پیش نہیں کر سکتے جو اس خرابی کا علاج سمجھا جائے ہمارا پیش کردہ طریقہ اس قسم کا ہے جو اس مطالبہ کو پورا کرتا ہے۔ یہ نہ صرف بجائے خود پاکیزہ اور صاف ہے بلکہ اس میں ریاضت کے بغیر خود ضبطی اور اعتدال کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اس کا نیک اثر بخوبی طور سے سارے کیریکٹر پر پڑتا ہے۔ یہ ایک محض لاحاصل عمل نہیں۔ بلکہ روحانیت پیدا کرنے کا طریقہ ہے۔

وہ نوجوان لوگ جو شادی کی عمر کو پہنچ رہے ہیں ایک ایسے زمانہ میں رہتے ہیں جس کے قریب قریب ہر شعبہ میں بھاپ۔ برقی طاقت۔ خوردبین۔ دوربین۔ ٹیلیفون وغیرہ کے ذریعہ اگر تبدیلی نہیں تو بہت

بڑی ترمیم عمل میں آچکی ہے۔ کیونکہ ان چیزوں کے لیے تمام وسایل دنیا میں روشنی اور روشن خیالی پیدا کر رہے ہیں۔ ان حالات میں کیا یہ سمجھنا غیرواجب ہے کہ زندگی کے ایک ایسے ضروری صیغہ میں جیسا کہ تعلق مباشرتی ہے۔ کسی لامحدود اصلاح یا انقلاب آمیز دریافت کی گنجایش نہیں یا یہ کہ اس قسم کی دریافت کے نتائج ایک ایسے اہم معاملہ کے حسب حال ہونگے ثابت ہوچکا ہے کہ زگاسنٹ کی دریافت اسی قسم کی ایک اصلاح ہے اور مسایل آبادی و مباشرت کو صحیح بنا پر حل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے۔

قدرت پر انسان کا کامل اقتدار اس میں ہے کہ وہ اپنے جسم کو اپنی ذہانت کے قابو میں رکھے۔ کثیر التعداد واقعات اس قسم کے موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیم اور براہ راست ضبط انتظام کا اثر قوائے بدنی کی بالیدگی میں کس قدر پڑتا ہے۔ روزمرہ اس قسم کے لوگ ہمارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ جنہوں نے دنیا کے کسی شعبہ میں توجہ۔ محنت کی تحقیقات اور عمل کے ذریعہ خاص خاص اغراض کے لئے اپنے عضلات پر ایسا قابو حاصل کر رکھا ہے کہ جو معمولی انسان میں ناممکن یا فوق العادت معلوم ہوتا ہے موسیقی میں بڑے بڑے پیانوں اور سارنگیاں بجانیوالے بطور نظیر موجود ہیں۔ معلوم ہوچکا ہے کہ تمام اختیارات قواء تعلیم کے زیر اثر لائے جا سکتے ہیں۔ اور انسان کی قوت ارادی بدنی حرکات میں اس حد تک ظاہر ہوسکتی ہے کہ جس حد تک اس کے دئے محنت اور ضبط انتظام سے کام لیا جائے جہاں تک اختیاری خارجی عادات کے شعبہ کو دخل ہے بدنی اقتدار میں قوت ارادی اور تعلیم کے دخل کو عام طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ابھی ایک قدم آگے بڑھنے کی گنجایش ہے۔ تحقیقات اور تجربہ سے یہ بات مشاہدہ میں آنے لگی ہے کہ قوت ارادی کا اثر ان بدنی افعال پر بھی ہے جنہیں ہم بے اختیار کہتے اور سمجھتے رہے ہیں۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ من بہت بڑی حد تک ان پر اقتدار قایم کرسکتا ہے

اور ما بعد کی دریافتوں سے لوگ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ نظام انسانی میں کوئی بھی خارج از اختیار صیغے موجود نہیں۔ اور یہ کہ اس کا ہر ایک حصہ من آتما۔ اور قوت ارادی[1] کے ویسا ہی ماتحت ہوتا ہے جیسا کہ اسے ہونا چاہیئے۔

خانگی خوشیوں میں اضافہ اور ان غموں کو دُور کرنے میں جو طلاق تک نوبت پہنچاتے ہیں زگاسنٹ کی دریافت نے جو حصّہ لیا ہے اس کے باعث تمام نیک دل اصحاب شکر گذار ہیں جس کی تصدیق مختلف خطوط سے ہوتی ہے۔ جن میں سے صرف دو بطور نمونہ اس جگہ درج کئے جاتے ہیں:۔

"جب سے میرا شوہر زگاسنٹ کے فلسفہ سے واقف ہُوا ہے میرا پیار اس سے سوگنا بڑھ گیا ہے۔ اور گو ہمارا برائے نام "ہنی مون" (شادی کے بعد کا مہینہ) پانچ سال ہُوئے گذر چکا ہے۔ تاہم وہ اس قدر حقیقی یا پائیدار نہ تھا۔ جیسا کہ یہ نا قابل ضبط طرب اور دائرہ بیان سے باہر خوشی ہے۔ جو اب مجھے ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ میرا شوہر جو پہلے سادہ مزاج اور لاپرواہ سا رہتا تھا۔ اب گویا کسی آسمانی معجزہ کے ذریعہ ایک چاہنے اور چاہے جانے والے عاشق کی صورت میں مُبدل ہو گیا ہے۔ اور میں اس کی آمد کی ویسی ہی خوشی سے منتظر رہتی ہوں جیسے کوئی اسکول کی طالب علم لڑکی۔ اس کا ایک ایک قدم میرے اندر خوشی کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ میں جانتی ہوں میرا پیارا مجھ سے بغلگیر ہو کر اس قدر محبّت کرے گا جیسے کہ کوئی نہائیت بے ضبط عاشق کرتا ہے۔

---

[1] جو لوگ ہنری وڈ۔ ڈبلیو۔ ایف۔ ریونسز۔ ارسولا این گسٹ فیلڈ اور اور اسی قسم کے بہت سے مصنّفوں کی تصانیف سے واقف ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ جی۔ این۔ ملر نے ایسی ہی اصولی صداقتوں کا حوالہ دیا ہے جن پر ہزار ہا لوگ روزمرہ عمل کرتے اور ان کی رہبری میں چلتے ہیں۔

ہر چند کہ زمانہ گذرتا جارہا ہے تاہم اس محبت میں جو اسے مجھ سے ہے کوئی ترمیم یا تبدیلی واقع ہوتی نظر نہیں آتی۔ ایک کو دوسرے سے ہر وقت بے حد احترام کا خیال رہتا ہے۔ اور دونوں ایک دوسرے کے لئے ایک مقدس راز بنے ہوئے ہیں۔ ہماری محبت دن بدن گہری ہوتی جاتی ہے اور ہمارا عشق ستاروں کی طرح یقینی اور پائیدار معلوم ہوتا ہے۔ میرا عاشق! میرا والی! میرا آقا! میرا شوہر! میں سمجھتی ہوں کہ اس سے میری شادی حقیقتاً اسی وقت ہوئی جب سے کہ وہ زگا سنٹ کا شاگرد بنا ہے۔ کیونکہ وہیں سے ہماری یقینی راحت کی ابتدا ہوئی۔

لیکن میرا شوہر محض ایک چاہنے والے عاشق ہی کی حیثیت میں میرے لئے راحت کا چاند نہیں بن گیا ہے۔ اس کا کریکٹر ظاہرا طور پر رفیع ہو چکا ہے۔ اور اب اس کی اغراض۔ طاقت اور وہ تمام صفات جو انسان کے اندر خدائی سرشت پیدا کرنے والی ہیں۔ اس کے اندر ترقی حاصل کر چکی ہیں۔ اس لئے اب وہ صرف میرا عاشق ہی نہیں بلکہ ایک مضبوط دوست دانا مشیر بھی ہے۔ اور اس وقت میری راحت کا پیمانہ گویا لبریز ہے!!

ایل۔ ایس۔ ٹی"

ایک اور خط اس بارہ میں درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"میں ایک ۲۴ سالہ نوجوان ہوں۔ صحت بہت اچھی ہے۔ منگنی کے بعد دو سال تک میں شادی کے سوال کو صرف اس لئے ملتوی کرتا رہا کہ میں اپنے خیال میں بیوی کے علاوہ بچوں کے اخراجات کے لئے جنہیں میں شادی کا لازمی نتیجہ سمجھتا تھا اپنے اخراجات کو کافی خیال نہ کرتا تھا۔ خوش نصیبی سے ایک دوست نے جو میرے حالات سے واقف تھا مجھے زگا سنٹ کی دریافت سے مطلع کیا۔ اس دریافت کے متعلق تمام خیالات ان خیالات سے جو میرے دل میں شادی کی خوشی کے بارہ میں موجود تھے اس قدر مختلف تھے۔ کہ بادی النظر میں وہ مجھے ناقابل عمل اور فضول معلوم ہوئے۔ لیکن میں نے جس قدر زیادہ اس معاملہ پر غور کی اسی قدر وضاحت سے مجھے معلوم ہوتا گیا کہ ممکن ہے یہ جدید خیالات صحیح ہوں۔ وہ ایک ایسے شخص کے جو میری طرح کے حالات میں بالکل حسب حال

تھے اور ان کی بدولت میری فوری شادی ممکن معلوم ہوتی تھی۔ یہ بالکل نیا خیال کہ اگر انسان قوت کا ذخیرہ اپنے اندر رہنے دے تو وہ مضبوط، پاکیزہ اور بہتر بن جاتا ہے۔ میرے لئے بعید از فہم ثابت نہ ہُوا۔ آخر میں نے ڈرتے ڈرتے شادی کی جرأت کی اور اب اس کے بعد یہ شادی بالکل کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ گذشتہ چار سال کا عرصہ میرے لئے ایک مسلسل ہنی مون کا زمانہ ثابت ہُوا ہے اپنے مباشرتی تجربہ میں مجھے کسی قسم کی تکلیف دہ رکاوٹ یا ریاضت محسوس نہیں ہوئی اور شادی کے بعد میری خود ضبطی اور ذہنی اور جسمانی طاقت بھی بڑھ گئی ہے۔ میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں کہ یہ خیال کہ منی ایک اس قسم کا عرق ہے۔ جس کا اخراج لازمی ہے۔ نہایت مضر اور مہلک خیال ہے جو ہرگز نوجوانوں کے ذہن نشین نہ کرانا چاہیئے۔

جے۔ جی

مائی ڈیئر ڈاکٹر سٹاک ہام

آپ نے میری درخواست کا جواب ازراہ فیاضی بہت جلد دیا۔ کل رات میں نے کریزا اور **Creative Life** کا مطالعہ کیا زن و مرد کے درمیان جو تعلقات ہیں اُن کو اس خوبی سے واضح کرنے کے لئے میرا دل آپ کو دُعائیں دیتا ہے۔ مجھے ہمیشہ اس امر کا احساس رہا ہے کہ کام (نفسانی خواہش) خدا کی تولیدی زندگی میں ایک حصہ اور ایک خدائی جذبہ ہے۔ اس کے بُرے استعمال اور نفس پرستی سے مقدس ترین خوشیوں کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ دل ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ محبت خارج ہو جاتی ہے جو مقدسوں میں بھی مقدس چیز ہے۔ تمام عورات کو لازم ہے کہ وہ میری طرح کریزا کے مفید اثرات کے لئے تعریف اور شکریہ ادا کریں۔

اپنی حقیقی اغراض کو ایسی پاکیزگی کے ساتھ لکھا ہُوا دیکھنا واقعی میں خوشگوار اور اطمینان بخش ہے۔ میری اپنی فطرت اسی تولیدی ہستی سے معمور و مسطور ہے۔ میں نے کبھی اسے موجب شرمساری محسوس نہیں کیا۔ گو اسے بزور دبائے رکھا ہے۔ میں اپنی خدمات میں محبت کے ان قوا کو داخل کرتی رہی ہوں جن کی

تسکین سوائے عالمگیر محبت کے اور کسی ذریعہ سے نہیں ہوتی۔ میرا عقیدہ ہے کہ اگر اس جذبہ کو اس کے روحانی طبقہ تک پہنچا دیا جائے تو تمام نسل انسانی آسمان کی طرف رفعت حاصل کر سکے گی۔ اور سوشل دنیا جو قدم پیچھے رکھ رہی ہے اس سے باز رہے گی۔ یہ وہ خدائی تجدید اور روحانی باخبری کی نئی پیدائش ہے۔ جس کے لئے دُنیا عرصہ دراز سے مشکلات برداشت کرتی چلی آتی تھی۔ میں کریزا اور باقی کتابوں کی تحریر کے وقار۔ پاکیزگی اور سنجیدہ بیانی کی بھی مداح ہوں۔ اس بارہ میں آپ میرا حقیقی شکریہ قبول فرمائیں۔

یقین مانئے کہ جہاں تک میرے دائرۂ امکان میں ہوگا۔ میں آپ کا مفید پیغام دوسری عورتوں تک پہنچاتی رہوں گی۔

محبت اور پاکیزگی کی خاطر آپ کی صادق

ایم۔ ایل۔ ایل

فورٹ کمالتنر۔ کولو۔ نومبر ۱۹۰۰ء

ڈیر ڈاکٹر سٹاک ہالم

میں اور میری بیوی اس مفید نصیحت کے لئے آپ کے ممنون ہیں۔ جو آپ نے اپنے خط اور ان کے ساتھ بھیجی ہوئی کتابوں میں اس قدر آزادی کے ساتھ دی ہے۔ آپ یہ معلوم کر کے خوش ہونگی کہ اس واقفیت کی بدولت ہم نے اپنی شادی کو ایک نہائیت خوشگوار طریقہ پر پورا کیا ہم اب بھی اسی طرح عاشق ہیں اور ہمیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنے کے پہلے سے زیادہ موقعے حاصل ہیں۔ میں صادق دل سے کہتا ہوں۔ کہ آپ نے اپنی چٹھی میں دو جانوں کے پانی کی طرح مل کر بہنے کا جو خوشنما استعارہ استعمال کیا ہے وہ بالکل ہم پر صادق آتا ہے۔ اور ہمارا خیال ہے کہ آخر دم تک ہماری یہی حالت رہے گی۔

آپ کی ہدایت کے مطابق ہم نے شادی سے قبل کریزا اور باقی کتابوں کا جو آپ نے بھیجی تھیں مطالعہ کیا۔ میری پیاری کو ان کے مطالعہ

سے بیحد دلچسپی تھی۔ اس کی بدولت اسے جو تعلیم حاصل ہوئی اور اس کے سامنے جو جدید معیار پیش ہوئے وُہ اس نے بخوبی ذہن نشین کر لئے۔ آپ کی نہایت عمدہ اور باقی تمام کتابوں سے بڑھی ہوئی کتاب کے متعلق میں نے خیال کیا کہ اسے وُہ خود ہی پڑھ لے۔ اب وہ کہتی ہے کہ میں اس کی طرف سے اس کے متعلق آپ کا دلی شکریہ ادا کردوں۔ کیونکہ اس سے اسے وہ واقفیت حاصل ہو گئی ہے جس کی اسے ضرورت تھی۔ اور جو اسے کسی اور طریقہ پر حاصل نہ ہو سکی تھی۔ اس کی تمنا ہے کہ یہ تمام کتابیں کسی نہ کسی طرح ہر ایسی لڑکی کے ہاتھ تک پہنچائی جایا کریں جو شادی کی عمر کو پہنچ چکی ہو۔ کیونکہ اسے یقین ہے۔ اس طرح پر شادی کی زندگی کی ابتدا میں جو تکالیف اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں دُور ہو سکیں گی۔

آپ کا صادق

جے۔ اے۔ ایل

برمنگھم (انگلینڈ) ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

ڈیئر ڈاکٹر سٹاک ہالم

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں کریزا کے اصول کتابی صُورت میں پڑھنے سے مدتوں پیشتر ان سے واقف اور ان کا معتقد تھا۔ بلکہ ان پر عمل بھی کرتا رہا تھا۔ اور اب بھی اس اصول پر میرا پورا عقیدہ ہے۔

میں کریزا کی تعلیم سے اپنی زندگی کے ایک نازک اور تکلیف دہ زمانہ میں واقف ہُوا تھا۔ میری شادی کو چند سال کا عرصہ گذر چکا تھا۔ اور میرے اور میری بیوی کے درمیان ہم آہنگی دُور ہوتی جا رہی تھی۔ کسی زمانہ میں اسے مجھ سے بڑی محبت تھی۔ لیکن بعدازاں وُہ چاہت اسے ناگوار گذرنے لگی۔ اور وُہ دن بدن اس سے متنفر ہوتی گئی جدید تعلیم نے گویا ہمیں ایک نئے آسمان اور نئی زمین پر پہنچا دیا۔

میں آپ کو بتا نہیں سکتا ہم کس قدر خوش و خورم ہو گئے گویا ایک دوسرے کے عاشق صادق تھے۔ ایسے عاشق جیسے کہ پہلے ہم کبھی نہ ہُوئے تھے۔

ہمارے تمام تعلقات میں ایک ناقابل بیان نرمی پیدا ہو گئی۔ اب مجھے اپنی بیوی خوبی و خوش اسلوبی کا نادر و نایاب مرقع معلوم ہوتی تھی۔ اس کی ذہنی اور اخلاقی فطرت نے اس قدر ترقی حاصل کی کہ اب میں اسے پہچان ہی نہ سکتا تھا۔ اور اوّل مرتبہ مجھے اس بات کا یقین ہُوا کہ میں شاعر ہوں یہ تمام باتیں اس کے بعد برابر بڑھتی ہی گئیں۔ حتیٰ کہ اس کے چند سال بعد اس نے انتقال کیا۔

میرے نزدیک کریزا اخلاقی قسم کا جنسی ملاپ ہے۔ اور اس کی بدولت مرد اور عورت دونوں کی روحانی اور شاعرانہ فطرت خوشی اور طاقت کے ایک اعلیٰ درجہ تک ظاہر ہوتی ہے اس کی بدولت اس طرح طاقت حاصل ہوتی ہے گویا یہ تمام طاقتوں کی کنجی ہو

فعل کریزا ان تمام حالتوں میں کامیاب ثابت ہوتا ہے جہاں کہ دونوں میں باہم اس بات کی خواہش ہو کہ وہ ایک دوسرے کو برکت دیں اور ایک دوسرے کی مدد کریں رُوحانی عطایا کا تبادلہ اور ملاپ عمل میں لائیں اور ایک دوسرے کے اندر اعلیٰ ترین حالات پیدا کرنے کی کوشش میں ہوں اس طرح پر آسمانی مرحلہ بآسانی حاصل ہو سکتا ہے۔

جے۔ ڈبلیو۔ ایل،،

مارچ سنہ ۱۹۰۱ء

مائی ڈیئر ڈاکٹر سٹاک ہالم

ایک دانا اور پریمی امریکن دوست نے مجھے اور میرے شوہر کو کریزا کی پاک خوشیوں سے واقف کرایا ہے اور اگر میں اس ملک سے رخصت ہونے سے پیشتر آپ کا دلی شکریہ ادا نہ کروں تو گویا حد درجہ کی ناشکرگذار ہوں گی۔ باوجود اس کے میں دیکھتی ہوں کہ شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھے جو الفاظ ملتے ہیں وُہ بالکل معمولی اور اصلی ارادہ کے اظہار کے لئے ناکافی ہیں ہم لوگ در اصل الفاظ کو ذرا ذرا سی بے حقیقت باتوں کے لئے استعمال کر کے ان کے اصلی مطالب کو فوت کر دیتے ہیں۔ اس حالت میں جب کسی شخص کو اس قسم کا

فایدہ حاصل ہوتا ہے جو نہ صرف اس کی زندگی بلکہ تمام دنیا کو مالا مال کرتا یا
بدل دیتا ہے تو پھر بھی، وہی پرانے اور بوسیدہ الفاظ استعمال کرنے
پڑتے ہیں۔

سچ پوچھو تو حقیقت میں یہ عجیب وغریب دریافت شادی شدہ
زندگی میں انقلابی تبدیلی پیدا کرنے والی ہے میں ایک ایسی عورت ہوں
جس میں خواہش نفسانی ہمیشہ غالب رہی ہے۔ اگرچہ اب تک میں اس کی
وجہ سے شرمسار تھی ایسی حالت میرے پیارے شوہر کی ہے۔ اور اب تک
اس کی شریفانہ مردانگی پر یہ ایک بدنما داغ معلوم ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب
جو ہم اس معاملہ پر غور کرتے ہیں تو یہ باتیں کس قدر جہالت اور شرارت پر
مبنی نظر آتی ہیں۔

لیکن پیاری ڈاکٹر سٹاک ہالم میں پوچھتی ہوں۔ کیا باعث ہے کہ قدرتی
خواہشات میں سے یہ جو نہایت زبردست اور خوشگوار ہے۔ جو کہ سوسائٹی کی
بنیاد اور زندگی کی تمام مقدس باتوں سے تعلق رکھنے والی ہے یعنی شادی اور
اس کی تمام کیفیات مثلاً ماں یا باپ ہونا وغیرہ کو باوجودیکہ یہ ایک طاقتور اور
پاک جذبہ ہے۔ تاہم اسے ایک طرح پر برا خیال کیا جاتا رہا ہے۔

دیکھئے ہمارے اندر موسیقی کے لئے جو مخفی خواہش موجود ہے اسے
ہم نے سدھا کر اور پاکیزہ بنا کر ایسا کر لیا ہے کہ اب اس سے اعلیٰ ترین امور
میں کام لیا جانے لگا ہے اور اس سے پاک ترین خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔
غور کیجئے کہ ایک وحشی کی جھانجھ اور زمانہ حال کے پیانو میں کتنا بڑا فرق ہے
اور بے تکے۔ بے سرے وحشیانہ گیت اور زمانہ موجودہ کے مانیٹر منیر دیں کس قدر
اختلاف پایا جاتا ہے۔ ہم لوگ اب آگ کے گرد بیٹھ کر نیم بھنا ہوا گوشت
انگلیوں سے توڑ توڑ کر نہیں کھاتے بلکہ کھانے کی قدرتی خواہش کو لے کر
ہم نے اسے نہایت خوشگوار سوشل خوشی اور تقریب کی صورت میں بدل لیا
ہے۔ ہم نے کھانا کھانے کے فعل میں خیال۔ قابلیت تخیل اور فن کو داخل
کر کے اسے ایک اعلیٰ قسم کی تفریح اور خوشی میں بدل دیا ہے۔ اور اب اس

کے بعد کریزا کی دریافت عمل میں آئی ہے۔ اس کے فوائد کس قدر لاتعداد ہیں۔
سب سے پہلا اور سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ حقیقی شادی ہونیکے ۹ سال
بعد (جس کی بنا حقیقی محبت پر تھی) اب آخر کار ہماری اصلی شادی ہوئی ہے اب
ہمارے درمیان بیجا ضبط۔ جھوٹی حیا یا تکلف کو ذرا بھی دخل نہیں اور جسمانی
رُکاوٹ کے دُور ہونے کے ساتھ ہی رُوحانی ملاپ ایسے طریقہ پر عمل میں آیا
ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتی۔ سچ تو یہ ہے کہ آج تک میں اپنے پیارے کی اصلی
خوبیوں سے واقف ہی نہ تھی۔ اب وُہ میری نظروں میں اپالو دیوتا سے بھی
زیادہ خوبصورت ہے۔ اس کا ضبط واقتدار نہایت شاندار اور مردانہ ہے۔
اور ظاہر ہے کہ میں جو ۹ سال سے اس کی بیوی ہوں اور دو بار ماں بن چکی
ہوں۔ اب اس کے لیئے راحت مجسم ہوں۔ آہا اب ہماری توقع اور آخری ملاپ
کے دن کس قدر راحت بخش اور تسکین دہ ثابت ہوتے ہیں۔ میری پیاری میری
خوشی دینے والی ڈاکٹر سٹاک ہام۔ جس وقت آپ خیال کرتی ہونگی کہ ہزارہا کو
آپ کی بدولت شادی کی اصلی اور حقیقی خوشی حاصل ہُوئی ہے (جو ضبط کی
حقیقی فراست پر مبنی ہے) تو اس وقت آپ کا دل باغ باغ کیوں نہ ہوجاتا
ہوگا۔ بیشک آپ نے لوگوں کے حقیقی شادی اور عورتوں کے حقیقی حقوق
سے آگاہ کیا ہے۔ اب میں اپنے آپ کو جداگانہ وجود نہیں سمجھتی جیسے کہ
پہلے سمجھا کرتی تھی۔ جب کہ میں جانتی تھی میں اس کی حیوانی خواہش کو پُورا
کر رہی ہوں اور وہ میری کو پُورا کرتا ہے۔ خیال کرنیکی بات ہے کہ ہمیں ناچنا
چنگ بجانا۔ کشیدہ کاڑھنا۔ نوکروں سے کام لینا اور کسی کمرہ میں نشست و
برخاست کے آداب سے تو آگاہ کیا جاتا ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں سکھایا جاتا کہ
ہمیں بیویوں کے حقوق کس طرح ادا کرنے چاہئیں۔ یہ تو وہی مثل ہے جیسے
فوجی افسروں کو سلام کرنا اور ناچنا تو سکھایا جائے مگر لڑنے کی تعلیم نہ دی جائے
جو باتیں اعلیٰ ترین۔ ممکن ترقی و بالیدگی حاصل کر سکتی ہیں انہیں قدرت پر
ڈال دیا جاتا ہے کیا وجہ ہے کہ ہم آداب۔ کھانا کھانا اور آرٹ کو قدرت پر نہیں
ڈال دیتے؟ ....

جو لوگ خواہش نفسانی کو دبانا چاہتے ہیں وہ ایک مہلک غلطی میں مبتلا
ہیں۔ کیونکہ ان کی یہ کوشش بے سود ہے بلکہ انہیں تو لازم ہے کہ اسے کام میں
لائیں اور اعلیٰ درجہ دیں۔ جس وقت سرجے (اپنے شوہر سے مراد ہے) اور میں
بسیط ملاپ کے ذریعہ روحانی رفعت حاصل کرتے ہیں۔ تو اس وقت سب سے
زیادہ یقینی طور پر ہم پر یہ امر منکشف ہوتا ہے کہ یہ جذبہ جسے خدا نے نہایت مضبوط
بنایا اور اس پر خانگی اور مجلسی نظام کو قائم کیا ہے آتما۔ رُوح اور بدن کے
درمیان ایک قسم کی کڑی ہے۔ با ضبط اور زیر اقتدار کی حالت میں ہر ایک طاقت
ہر ایک جذبہ اور اختیاری زندگی کا ہر ایک وسیلہ جسمانی زندگی کے ہر ایک حرکت
میں آنے والے عصب سے مل جاتا ہے.......اس جدید تجربہ کا ایک راحت
بخش نتیجہ یہ ہے کہ دوسروں کا ہم پر کچھ اثر نہیں پڑتا۔ ہم اپنے وجودی کرہ کے
بادشاہ ہیں کوئی دوسرا اس سرحد میں قدم نہیں رکھ سکتا.......

گرم جوشی سے آپ کی تابعدار
(لیڈی) اے۔ جی۔ سی

آخری التماس

ہر شخص کو صحت حاصل کرنے کا حق حاصل ہے بالخصوص اس قسم کی صحت
جو آلات تولید کو واجب اظہار کا موقعہ دے۔

کریزا کوئی فضول خیالی مسئلہ نہیں جس کی تصدیق مندرجہ بالا خطوط اور ہزارہا
لوگوں کے تجربہ سے ہوئی ہے۔ یہ تو ایک قابل حصول فلسفہ ہے جو عملی طور پر نہایت
اطمینان بخش نتائج پیدا کرتا ہے۔

اس کا منشا فعل تولید میں اصول ہستی کو با خبر طریقہ پر استعمال کرنا ہے جس سے نہ صرف
میاں بیوی مخفی طاقتوں سے با خبر ہوتا اور شخصی ارتقا میں حصہ لیتا ہے۔ بلکہ جس کی بدولت ایک ایسی اولاد کی
ولادت ہوتی ہے جو تمام زمانوں کی نہایت ہوشیار نسلوں سے بھی بڑھ کر شاندار ہوگی۔

دستخط اے۔ بی ستاک ہام ۔۔۔۔ واشنگٹن بلوارڈ۔ شکاگو۔
ممالک متحدہ (امریکہ)